

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

پچاس وال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 15 مارچ 2018ء بروز جمعرات ببطابق 26 جمادی الثانی 1439 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	چیئرمینوں کے پیئنل کا اعلان۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	08
4	تحریک التوانگر 1 میں جانب: جناب عبدالرحیم زیارت وال صاحب، رکن اسمبلی۔	18
5	مشترکہ تعزیتی قرارداد میں جانب: جناب رحمت بلوج صاحب اور محترمہ یامین لہڑی صاحبہ، ارکین اسمبلی۔	قرارداد نمبر 147 میں جانب: محترمہ عارف صدیق صاحب، رکن اسمبلی۔
6	قرارداد نمبر 151 میں جانب: محترمہ حسن بانور ختنانی صاحبہ، رکن اسمبلی۔	53
7	مشترکہ قرارداد نمبر 153 جناب عبدالرحیم زیارت وال صاحب اور آغا سید لیاقت علی صاحب، ارکین اسمبلی۔	54
8		57

الیوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میڈم راحیلہ حمید خان ڈرانی

ڈپٹی اسپیکر-----میر عبدالقدوس بزنجو

الیوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب شمس الدین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)-----جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہوانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی

مورخہ 15 مارچ 2018ء بروز جمعرات بہ طابق 26 جمادی الثانی 1439 ہجری، بوقت شام 04:00 منٹ پر زیر صدارت محترمہ راحیلہ حمید خان دُرانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہاں کوئی میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿١﴾ وَسَبِّحُوهُ بِحَمْرَةٍ وَأَصِيلًا ﴿٢﴾ هُوَ الَّذِي
 يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَئِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ط وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ
 رَحِيمًا ﴿٣﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ط وَأَعْدَلَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ﴿٤﴾

﴿پارہ نمبر ۲۲ سورۃ الاحزاب آیات نمبر ۱-۳ تا ۳۳﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد۔ اور پاکی بو لتے رہو اس کی صبح اور شام۔ وہی ہے جو رحمت بھیجا ہے تم پر اور اس کے فرشتے تاکہ نکالے تم کو اندر ہیروں سے اجائے میں اور ہے ایمان والوں پر مہربان۔ دعا ان کی جس دن اُس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ثواب عزت کا۔
 وَمَا عَلَمَيْنَا إِلَّا أَلْبَلَغْ۔



میڈم اسپیکر: جزاک اللہ عزیز الرحمن الرحیم۔ میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کے لئے ذیل ارائیں اسمبلی کو پہلی آف چیئرمین کیلئے نامزد کرتی ہوں:

- ۱۔ محترمہ شاہدہ روف صاحبہ
 - ۲۔ محترمہ یامینن لہڑی صاحبہ
 - ۳۔ جناب محمد خان لہڑی صاحب
 - ۴۔ جناب ولیم جان برکت صاحب۔
- وقہہ سوالات۔ انجیئر زمرک خان اچکزئی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 352 دریافت کریں۔

انجیئر زمرک خان اچکزئی: سوال نمبر۔ 352۔

میڈم اسپیکر: چونکہ پی اینڈ ڈی کا محکمہ چیف منٹر صاحب کے پاس ہے اور وہ ملک سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ آغار ضا صاحب! اس بارے میں آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

آغا سید محمد رضا: جواب آگیا ہے الہذا اُسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: جی۔

انجیئر زمرک خان اچکزئی: میں نے یہ جو کچھ گورنمنٹس تھیں، اُس کے چیف منٹر اور پی اینڈ ڈی کے منٹر ہوتے تھے تو اُس وقت میرے خیال سے میں نے ایک ڈیڑھ سال پہلے یہ question raise کیا تھا۔ کہ قلعہ عبداللہ کے کچھ حلقوں میں جو تین ارب روپے دینے کے لئے ہیں۔ اُسکے متعلق میں نے question کیا تھا۔ ابھی اسکا جواب ملا ہے۔ اب اسکے بارے میں میں کس سے سوال کروں اور کس سے جواب مانگوں؟ میرے تمام سوالات کو defer کریں۔ جب چیف منٹر صاحب آئیں گے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے، یہ مناسب بات ہے۔ چونکہ آپ کے غمنی سوالات بھی ہوں گے؟

انجیئر زمرک خان اچکزئی: کیونکہ اس پر آج ہائی کورٹ میں بڑی debate اور بہت بڑی بحث ہوئی۔ اس میں گورنر کا بھی نام ہے، چیف منٹر کا بھی نام ہے۔ اور ان کی جو special fund ہے۔ اسکے بارے میں بھی میں question کیا کہ اسکو کس روڑ کے تحت دیا جاتا ہے جبکہ یہ فیڈرل کامنائزڈ ہے، اس کو کیوں دیا جا رہا ہے؟ مطلب اسکو فیڈرل پی ایس ڈی پی سے ہونا چاہیے۔ اس پر ابھی بھی میں کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کے صرف آغا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ اُس کے متعلق ہمیں کیا بتائیں گے؟ اس کے متعلق چیف منٹر صاحب سے ہم بات کریں گے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ کا point آگیا۔ جی ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب پلیز۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میڈم اسپیکر! ٹریسری بیچز خالی پڑی ہوئی ہیں۔ اگر ہم اللہ اس طرح ہو تو پھر

مناسب تو نہیں ہوگی اگری ایم صاحب یہاں نہیں ہیں باقی جو انکے لوگ ہیں انکو تو پابند کریں ابھی بزرگسی کیا ہوگا؟

میڈم اپسیکر: ڈاکٹر صاحب! کورم پورا کرنا گورنمنٹ کا کام ہے۔ I am the custodian.

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میڈم! میں گورنمنٹ کو کہہ رہا ہوں۔ میں تو آپ سے ریکووئست کر سکتا ہوں اور کس سے کروں؟ اس پر آپ کیوں ناراض ہو جاتی ہیں؟

میڈم اپسیکر: جی، جی بالکل نہیں، ناراض نہیں ہو رہی ہوں میں یہ کہہ رہی ہوں کہ گورنمنٹ کا کام ہے ہم انہیں بار بار یہ بتا رہے ہیں کہ آپ تشریف لا کیں آغا صاحب! پلیز اس پر اگر آپ اپنے ساتھیوں کو، انہیں آنا چاہیے اسمبلی میں کیونکہ یہ جتنا بھی بزرگسی ہے، اُس کا جواب دینا ہوتا ہے۔ آپ آئے ہیں تشریف لائے ہیں۔

آغا سید محمد رضا (وزیر قانون و پارلیمانی امور): وزیر اعلیٰ صاحب کو ایک اہم موضوع پر ایم جنپی میں جانا پڑا گیا ہے۔ انشاء اللہ، ہماری بھرپور کوشش یہ ہوتی ہے اور آئندہ بھی ہوگی کہ ہم کورم پورا کریں اور بزرگسی آف دی ہاؤس smooth طریقے سے چلے۔

میڈم اپسیکر: جی ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: آپ کو اچھی طرح پتہ ہے کہ چار دفعہ جنہوں نے question کئے تھے اور وہ نہیں آئے۔ ایک دفعہ میں نہیں آیا۔ ابھی بھی جوابات ادھر پڑے ہیں۔ آغا صاحب اُسکو بتا بھی سکتے ہیں۔ ہمیں بھی سپاپنٹری کا موقع مل جائے گا۔ جوابات تو ملے ہیں۔ پانچ دفعہ یہ defer ہوئے ہیں۔

میڈم اپسیکر: چونکہ آغا صاحب کا محکمہ نہیں ہے۔ اور آپ کے behalf پر کبھی کسی نے جواب نہیں دیا۔ ضمنی کا جواب صرف متعلقہ فنڈرے سکتا ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: عرض یہ کروں معزز زمبر نے کہا کہ یہ پانچ چھ دفعہ defer ہو چکے ہیں۔ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔

میڈم اپسیکر: جی ہاں، بالکل ہوا ہے۔ اُس وقت situation اور تھی۔ ادھر تو کوئی بھی جواب دینے والا نہیں ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: اگر ان کو مشکل تھی، تو میں ان کی مدد کروں گا۔ مجھے بالکل زبانی یاد ہے تمام جوابات۔ جب ہم P&D چلا رہے تھے۔ ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ ہم جواب نہیں دے رہے تھے۔

میڈم اپسیکر: ڈاکٹر صاحب! well-taken.

وزیر محکمہ قانون و پارلیمانی امور: چونکہ جواب معزز زار اکین کی ٹیبل پر پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ اس

جواب کو پڑھا ہو اتصور کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں۔

وزیر یحکمہ قانون و پارلیمانی امور: چونکہ یہ معزز ارکین کے ٹیبل پر پڑھا ہوا ہے تو اس کو پڑھا ہو اتصور کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: یہ جو ہمارا ممبر ہوتا ہے، یہ اُس کا استحقاق ہوتا ہے۔ اگر وہ خود کہہ رہے ہے ہیں جنہوں نے question کیا ہوا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انکا answer جو ہے دوسرا ممبر نہیں دے سکے گا اور متعلقہ منشروعے گا

That is his right to ask him. — (مداخلت) ڈاکٹر صاحب! آپ پلیز اسمبلی نہ چلاں۔

انہوں نے کہہ دیا ہے کہ میں اُن سے مطمئن نہیں ہوں۔ جب سی ایم صاحب آئیں۔ انھیں زمرک خان اچکزئی صاحب کے اس وقت چھ question ہیں۔ اور ایک ہی ڈیپارٹمنٹ سے منسوب ہیں۔ اور وہ نہیں آئے ہیں۔ تو میں ان کو آنے والے next session میں اگر وہ آجاتے ہیں، تو اُس دن کیلئے defer کرتی ہوں۔ ٹھیک ہے۔ اچھا! یہ ایک بھی میرے پاس آیا ہے کہ ہمارے صحافی بردار نے کوئی بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ یہ بھی اوپر سے چلے گئے ہیں۔ بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ تو آغا صاحب! جی۔

وزیر یحکمہ قانون و پارلیمانی امور: حکومت بلوچستان نے انکی ویفیسر کیلئے ایک گرانٹ مختص کی تھی۔ اور

جو میں کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ وہ اس لئے نہیں تھے کہ فرداً فرداً کروڑ دو کروڑ یا لاکھ دو لاکھ کسی کو دیے جائیں۔ فیصلہ یہ ہوا تھا، یچھلے دور حکومت میں کہ ان پیسوں کو کہیں invest کر کے پھر اُس کا benefit ان کو دیا جائے گا۔ لیکن اُس پر عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ اور وہ پیسیلپس ہو گئے۔ اب یہ یورو کریسی کی وجہ سے ہوا۔ وہ پیسے ان کو نہیں مل سکے۔ دوسری بات یہ کہ ایک جرئت ہاؤ سنگ اسکیم تھی جو پانچ سالوں سے یہ التوا کا شکار ہے۔ اور ان کا یہ کہنا ہے کہ جرئت برادری نے الزام لگایا ہے کہ فناں سیکرٹری اسکیم پس و پیش سے کام لے رہا ہے۔ تو انکے یہ دو مطالبات ہیں۔ میں گورنمنٹ کی طرف سے یہ یقین دہانی کروں کروتا ہوں یہ یقین دہانی کہ اس matter کو بہت seriously، یعنی گے اور جہاں جہاں پیسے لپس ہوئے ہیں، کیوں ہوئے ہیں؟ اور کن کی غفلت سے؟ اور پھر آئندہ اسکی تدارک کیلئے کیا کیا جا سکتا ہے۔ اور ہاؤ سنگ اسکیم جو کہ پانچ سالوں سے تاخیر کا شکار ہے۔ حکومت اس معاملے کو بڑی سنجیدگی سے لے رہی ہے۔ اور اس کے حل کیلئے ہم بھر پور کوشش کریں گے۔ رجیم زیارتوال صاحب۔

میڈم اسپیکر: جی زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالرجیم زیارتوال: شکریہ میڈم اسپیکر! بنیادی طور پر رضا صاحب کو بھی شاید صحیح طریقے سے علم نہیں

ہے۔ نواب صاحب نے اعلان کیا تھا صحافیوں کیلئے، اگر اُس کی بات ہے۔ تو پیسے لپس نہیں ہوئے ہیں۔ اُس نے اعلان کیا تھا اور اس اعلان کے پیسے اُنکو دینے تھے۔ اب تو وہ چلا گیا ہے۔ اب اس اعلان کو گورنمنٹ نے پورا کرنا ہے۔ implement کروانا ہے یا نہیں کروانا؟ یہ تو اس بنیاد پر ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اس سے پہلے ہم نے جو پیسے رکھے تھے اُن کی کاونسیوں کیلئے۔ وہ پیسے، زمین مجھے نہیں پہنچتا ہے کہ انہوں نے کس بات پر بایکاٹ کیا ہے مجھے صحیح صورتحال کا پتہ نہیں ہے۔ تو وہ گورنمنٹ نے ان کے ساتھ commitment کیا تھا اور پیسے رکھے تھے۔ اور اُنکے لئے کا لوئی بنانا تھی۔ لیکن اُنمیں زمین کا مسئلہ، مختلف چیزیں ہیں۔ تو مجھے نہیں پہنچتا ہے کہ اس میں رکاوٹ کیا ہے۔ اور خزانہ کس بات پر انکار کر رہا ہے۔ اور اگر پیسے پلانگ ڈولپمنٹ سے A-PC پاس ہو گیا ہے۔ تو پھر محکمہ خزانہ پابند ہے پیسے ریلیز کرنے کی۔ اگر پاس ہی نہیں ہوا تو متعلقہ محکمہ کس چیز کے پیسے ریلیز کریں گے اور کس کو کریں گے؟ سرکار کے پیسے تو ایسے ریلیز نہیں کئے جاسکتے۔ تو مجھے نہیں پہنچتا ہے، رضا صاحب کو اگر صورتحال کا پتہ ہے کس طریقے سے ہے۔ اب اس وقت بات یہ ہے کہ ساتھیوں کو بھجوایا جائے اور اُن کو بلوایا جائے تاکہ وہ اپنی اجلاس کی کارروائی نوٹ کریں۔ جو اُنکی grievances ہیں وہ نوٹ کر لیں گے پھر ہاؤس کے سامنے رکھ لیں گے۔ پھر اُس کے اوپر کیا کرنا ہے گورنمنٹ کے طور پر؟ اُس پر وہ کام کریں گے۔

میدم اپسیکر: ٹھیک ہے میں سمجھتی ہوں کہ معزز اکیں میں سے کچھ جا کر اُن کو منا کر لے آئیں اور اُن کو اس یقین دہانی پر کہ چونکہ تی ایم صاحب یہاں نہیں ہیں اور یہ matter concerned رکھتا ہے اور فناں منسٹر بھی یہاں نہیں ہیں۔ تو میرے خیال میں فی الحال تو اُن کو منا کر لے آئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میدم اپسیکر! لپس ہونے کی بات انہوں نے کہتی میں نے اُن کا حوالہ دیا کہ صحافی حضرات اس لئے چلے گئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ پیسے لپس ہو گئے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میدم اپسیکر!

میدم اپسیکر: جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: گزارش یہ ہے کہ انہوں نے token strike کر دی ہے، چلے گئے ہیں۔ ابھی مطلب ہاؤس سے کچھ معزز اکیں جا کر اُن کو واپس لائیں۔ جب تک تی ایم صاحب آجائیں یا ہمارے محکمہ فناں کے ایڈوازروہ بھی نہیں۔ بقول اُن کے کہ سیکرٹری فناں کے پاس یہ فائل پڑی ہوئی ہے۔ تو باقی جگہوں سے ہو چکی ہے، سیکرٹری فناں کو آپ کی طرف سے direction چلی جائے کہ جی آپ کیوں روک کر بیٹھے ہیں؟ اور plus یہ کہ Let the CM come۔ اور پھر جو بھی ہے ہماری مکمل ہمدردی صحافی برادری کے ساتھ ہے۔

میڈم اسپیکر: جی صحافیوں کے ساتھ ہیں۔ ان کو مناتے ہیں۔ سردار صاحب! آپ پلیز، زمرک خان صاحب، عارفہ صاحب، زیارت وال صاحب، لہڑی صاحب! آپ حکومت کی طرف سے جائیں۔

سردار مصطفیٰ خان ترین: فناں والے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اگر رضا صاحب فناں والوں سے پوچھیں کہ بھائی بات کیا ہے؟--- (داخلت شور) ابھی پوچھ لیں۔

میڈم اسپیکر: مصطفیٰ ترین صاحب! میں اپنی رولنگ دے چکی ہوں آپ تشریف رکھیں۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب نعم الدین (سیکرٹری اسمبلی): میرا کبر آسکانی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترم راحت جمالی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گی۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مولانا عبدالواسع صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار صاحب محمد بھوتانی صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد اسلام صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب نصراللہ خان زیرے صاحب نے مطلع فرمایا کہ موصوف کوئئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق مکسی صاحب بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب گھشام داس صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج سے تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکرڈوکی صاحب نے مطلع فرمایا کہ موصوف کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: پوانٹ آف آرڈر۔

میڈم اسپیکر: بھی۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! آپ کی بڑی مہربانی۔ جمہوری روایات آپ نے برقرار رکھیں۔ ہم آپ کو اس ہاؤس کو بھی مبارک باد دیتے ہیں کہ آپ نے ریسم زیارت وال کو as a opposition leader notify کیا۔ ابھی اس صوبے میں بلوچ، پشتون روایات پاماں ہو رہے ہیں۔ چیف سیکرٹری با اختیار بندہ بیٹھا ہے۔ چیف منستر با اختیار بندہ بیٹھا ہے۔ آپ کی توجہ چاہیے۔ یہاں منستریز میں پرائیویٹ بندے بیٹھے ہیں، پی اینڈ ڈی چلا رہے ہیں۔ مولانا صاحب کا بھائی ہے۔ اور تمام آفیسرز اسکو جو ابدہ ہیں۔ 21 گریڈ کے 20 گریڈ کے، یہ کس قانون کے تحت؟ کن روایات کے تحت؟ وہ اپنے آپ کو اقتدار میں بھی سمجھتا ہے اور اپوزیشن میں بھی سمجھتا ہے۔ اور بڑے افسوس کی پات ہے کہ اسلام اور قرآن مجید اور اس کا اثرات لے کے تو آپ کی رونگ چاہیے کہ یہاں کوئی پرائیویٹ بندہ، کسی منستر کے دفتر میں بیٹھ کے، پی اینڈ ڈی چلا رہا ہے۔ اور تمام آفیسرز اسکیس گریڈ سے لے کے آٹھ گریڈ تک اسکا جواب دیں۔ ان بچاروں کی دفاع کیلئے چیف سیکرٹری ہوگا۔ ان کو میں نے کہا کہ بھی یہ کیا ہو رہا ہے؟ اُس نے کہا کہ اس یا لیکشن میں لگے ہیں ان سے فارغ ہو جائیں پھر ہم decide کریں گے۔ اور وہ خود پرائیویٹ میں یہ کہتے ہیں کہ ہم اس گندھ میں شامل نہیں ہوں گے حکومت میں۔ بھائی! وہ اونچے لے کے منظر بنیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے، اسمبلی کا ممبر ہے۔ اتنا ہی معزز ہے جتنا میں، جتنا سردار مصطفیٰ خان یا جعفر خان۔ یہ کہ میں اپوزیشن میں بھی ہوں، اقتدار میں بھی ہوں اور اقتدار میں مجھے شرم آتی ہے کہ منستر کے دفتر میں جاؤ، اپنے بھائی کو بیٹھایا ہے۔ تو یہ

چیف سیکرٹری کے نوٹس میں بھی آنی چاہیے چیف منستر کے نوٹس میں ہونی چاہیے۔ آپ سے رولنگ چاہیے کہ دنیا کے کسی بھی اسمبلی میں، گورنمنٹ میں، یہ بلوچ پشتوں روایات پامال ہو رہی ہیں۔ ہمارا صوبہ بدنام ہو رہا ہے۔ ہم سب کی بدنامی ہے آپ رولنگ دیں۔

میڈم اسپیکر: تو یہ آپ کا پوائنٹ آ گیا ڈاکٹر صاحب۔ اس پر رولنگ نہیں ہوتی ہے چونکہ اس پر ہمارے پاس کوئی proof یا کوئی چیز نہیں ہے۔ آغا صاحب! اس بارے میں کوئی آپ بتاسکتے ہیں کہ ایسی کیا صورتحال کیا ہے؟

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: میڈم! یہ وزروشن کی طرح پرائیوٹ آدمی بیٹھا ہے۔
میڈم اسپیکر: جی وہ ٹھیک ہے۔ ابھی ہم یہ جانا چاہیں گے۔ آپ نے اپنی بات لے آئے ہیں۔ میں حکومت سے پوچھوں کی کیا صورتحال ہے؟

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: میڈم! جو پی اینڈ ڈی کا بندہ ہے، جو پی اینڈ ڈی کا آفیسر ہے وہ بیچارہ وزینگ کمرے میں بیٹھا ہے۔ ان کا بھائی اُدھر بیٹھا ہے۔ یہ اس کا سیر لیں نوٹس لیا جائے ورنہ تمام صوبے کی، اس اسمبلی کی، اس گورنمنٹ کی، ہماری سب کی جگہ نہ سائی ہو رہی ہے۔ ایک دفعہ سینٹ کا جو ایکشن ہوا جس طریقے سے، ابھی یہ معاملہ ہے۔ تو جو بھی آپ کے تعاون میں ہے پلیز، as soon as possible اسکو وزیر بنالیں یا وہ اپوزیشن میں آجائے، no problem!

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ گورنمنٹ کے phase ہیں، میں ذرا پوچھ لوں اُن سے۔ جی سردار صاحب!
آپ اس پوائنٹ پر ہی بات کرنا چاہتے ہیں؟

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: جی میں وضاحت دینا چاہ رہا ہوں۔ شکریہ میڈم اسپیکر! بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے ایک الزام لگایا ہے، میرے پارلیمانی قائد پر۔ ہم پہلے بھی وضاحت دے چکے ہیں کہ ہم اپوزیشن میں ہیں۔ آج یاکل آپ نے notify کیا ہے قائد حزب اختلاف کا۔ یہ جمہوری روایات ہیں ہر ایک کو ہضم کرنی چاہیے۔ ہم بھی اسکو ہضم کرتے ہیں۔ رحیم زیارت وال ہمارے لئے قابل احترام ہے وہ اس کرسی پر آئیں گے، ہمیں خوشی ہو گی۔ پہلے ہم ڈیک بجا کے اسکو خوش آمدید کہیں گے۔ majority کی بات ہے۔ انہوں نے دو الزام لگائے ہیں کہ جی پرائیویٹ۔ ہم آج بھی اپوزیشن میں ہیں۔ پی اینڈ ڈی میں اے سی ایس بیٹھتا ہے۔ وہ اسکا head portfolio ہے۔ پی اینڈ ڈی کا محکمہ، آج سوال وجواب تھے۔ آپ کی good Chair نے رولنگ دی ہے کہ وہ portfolio سی ایم صاحب کے پاس ہے۔ باقی بلوچ، پشتوں، بلوچستان کے رہنے والے ہماری روایات، اپنی جگہ قائم ہیں۔ ایک کمرے

میں بیٹھنے سے کسی کی روایات ختم نہیں ہوتی میڈم اپسیکر! باقی ہمارے ڈاکٹر صاحب کے پاس چھوچھے مجھے تھے، اُس وقت بھی بھائی، بھتیجے بھائے کروں میں تھے۔ ہم نے خود آنکھوں سے دیکھئے انکی اسکیمیں بناتے ہوئے دیکھا، ان کو فائلیں اٹھاتے ہوئے دیکھا، ان کو ریلیز کرتے ہوئے دیکھا۔ میں یہ وضاحت دینا چاہتا ہوں کہ ہم آج بھی اپوزیشن میں ہیں۔ جب تک یہ اسی میں ہے۔ ہمارے قائدین جو بھی فیصلہ کریں گے۔ ہم نے ٹریوری پیپر پر جانا تھا تو ہم کسی سے پوچھ کے نہیں جائیں گے۔ ہمارے قائدین ہمارافیصلہ کریں گے۔ وزارتیں ہم لیں گے۔ ہمارے قائدین حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب، حضرت مولانا واسع صاحب، حضرت مولانا فیض محمد صاحب، جو ہمارے صوبائی امیر ہیں۔ یہ ہمارا ایک طریقہ کارہے ہے ہماری جمعیت کا ایک سٹم ہے۔ اُسکے تحت ہم چلتے ہیں اور یہ سلسلہ ہوتا ہے۔ یہ ناجائز ازام لگایا گیا ہے۔ پی اینڈ ڈی آج بھی چیف منسٹر اگر موجود ہوتے وہ خود وضاحت دیتے۔ اُدھر ٹریوری پیپر پر منسٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں کہ پی اینڈ ڈی سی ایم صاحب کے پاس ہے۔ دوسری بات انہوں نے کہا کہ جی جو سینٹ میں ہوا ہے۔ مجھے نہایت افسوس ہے میڈم اپسیکر! سینٹ کا لیکشنا آپ You are the Custodian of the House of the House بادشاہی لیکشنا ہوا ہے۔ شیڈول آیا ہے۔ معزز ممبروں نے ووٹ کاست کئے ہیں۔ وہاں upper House ہے وہاں پر بادشاہی لیکشنا ہوا۔ نواز لیگ کا ایک معتبر سردار یعقوب اُسکو preside کر رہا تھا۔ بادشاہی لیکشنا ہوا۔ لیکشنا میں اس سائیڈ پر، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بلوچستان کا ایک سپوٹ 70 سال کی تاریخ میں وہ چیز میں سینٹ بنائے۔ جو دو، تین کرسیاں ہمیشہ اس بلوچستان کے کبھی نصیب میں نہیں تھیں مساوئے ظفر اللہ جمالی کے۔ وہ آئے، بادشاہی لیکشنا کے تحت۔ اُس پر ازام لگائے گئے۔ ایجنسیوں پر ازام لگائے گئے، معزز عدالتواں پر۔ یہ ازام تراشی کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ ہضم کرنا چاہتے یہ، جمہوریت ہے، جمہوری طریقے سے، اس بلوچستان کا ایک فرزند، ہمیں خوشی ہے تھوڑی دیر کیلئے ہم اگر suppose کر لیں کہ اگر ایجنسیوں نے یا آری نے یا کسی نے بھی بنایا ہے تو اسی بلوچستان کا بنایا ہے۔ کریں وہاں، بریگیڈ یروہاں یا مجرم جزل وہاں، سینٹ کی چیز پر نہیں بیٹھا ہے۔ ہمیں خوشی ہے۔ اگر انہوں نے بنائے دیا ہے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اگر ہمارے ساتھی میرے سی ایم صاحب نے، میرے دوستوں نے efforts کیے ہیں، اسلام آباد میں بیٹھے ہیں، work کیا ہے محنت کیا ہے اگر وہ چیز میں شپ لے آئے ہیں۔ میں بھی یہ کہتا ہوں کہ ایک چیز میں سینٹ سے بلوچستان کی تقدیر نہیں بدل جائیگی۔ لیکن کم از کم ہم ان شہیدوں میں شمار ہو گی جو ہمیشہ وہ شہادت کا اپنا درجہ لیتے تھے۔ آج ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس دھرتی کا ایک سپوٹ چیز میں سینٹ بنائے ہے۔ وہی وہی آئی پی سیٹ پر گیا ہے۔ پریزینٹ کے بعد اسکا سینئر پر ڈوکوں ہے۔ اور میں یہ دعوے سے کہتا ہوں، ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ جو طریقہ کارا لیکشنا کا ہے، اُسکے تحت وہ

آئے ہیں۔ select ہو کے نہیں آیا ہے۔ میڈم اسپیکر! میں چیئرمین سینٹ کو ڈپٹی چیئرمین سینٹ کو اپنے سی ایم کو اس کی ٹیم کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے سردار صاحب! آپ کا پوائنٹ آ گیا۔ اس پر تقریبیں ہو سکتی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میں دل کی گہرائیوں سے انکو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس سے پہلے، بہت قدم آور شخصیات اس ایوان میں قائد ایوان بھی رہے، حزب اختلاف میں بھی رہے، ہمارے بزرگ رہے۔ وہ وہ چیز نہیں کر سکے جو ایک نوجوان سی ایم نے کر کے دکھایا ہے۔ میں اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ باقی یا لازام تراشی اچھی بات نہیں ہے۔ لازام ڈر لازام اچھی بات نہیں ہے۔ اسکو ہضم کرنا چاہیے۔ میں پہلے بھی گزارش کرتا تھا کہ کل وہ وہاں تھے، آج وہ یہاں تشریف لائے ہیں۔ کل، اگلے جو سیشن آ رہے ہیں وہ یہاں تشریف فرمائے گے شاید ہماری سیٹیں بدل جائیں گے۔ ہم اس چیز کو قبول کر رہے ہیں۔ تو ان کو بھی قبول کرنا چاہیے۔ اور ان کو مبارکباد پیش کرنی چاہیے کہ بلوچستان کیلئے honour ہے کہ وہ ہمارا چیئرمین سینٹ بنائے۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: شکریہ۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! just one minute, my humble request is! میں اسیں نہیں پڑنا چاہتا، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے چیف سیکرٹری کو بھی بتایا۔ چیف سیکرٹری کہتا ہے کہ پرانیوں آدمی اُدھر بیٹھا ہے، آرڈر زدے رہا ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ کسی بھی ایم پی اے کو اٹھا کے اس دفتر میں سی ایم چلائے، we have got no objection۔ سی ایم صاحب! میں عرض کروں کسی ایم پی اے کو بھاٹاکیں۔ یہ تمام بیورو کریسی کے آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہیں۔ اس بیورو کریسی کوون بچائے گا ان کی عزت کون کریگا؟ وہ ایک پرانیویٹ آدمی کو حاضری دے رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: پہلے تو ہم اس بات کی تحقیق پر تو پہنچ جائیں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ ایک منٹ۔ آپ نے سوال رکھ دیا ہے، ایوان کے سامنے پہلے ہمیں جواب تو سننے دیں نا۔ Let him to answer.

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: عرض یہ کروں گا کوئی بھی ایک ایم پی اے وہاں بیٹھ کے چلائے۔ پرانیویٹ بندے سے پی اینڈ ڈی چلانا۔۔۔ (مدختلت)

آغا سید محمد رضا: کینٹ میلنگ میں جب بات آتی ہے پی اینڈ ڈی کی یا اس سے متعلق کوئی بھی بات۔ میں نے تو ہمیشہ یہی دیکھا ہے کہ ایم پی ایز اور چیف سیکرٹری صاحب بھی اے سی ایں صاحب بھی ہر دفعہ سی ایم صاحب کو مخاطب کر کے بات کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ نظری سی ایم صاحب کے پاس ہے۔ ابھی تک نہ کسی نے oath

ہے۔ مجھے نہیں پتہ کس پر ایجیویٹ آدمی کی بات ہو رہی ہے۔ کیونٹ میٹنگ میں ہمیشہ پی اینڈ ڈی کے حوالے سے کوئی بھی بات، کوئی بھی نیوڈولپمنٹ یا پرانی اسکیوں کی بات ہوتی ہے، تو سی ایم کو مخاطب کر کے یہ بات کی جاتی ہے۔ یہاں میں categorically اس چیز کو deny کرتا ہوں۔ فی الحال یمنٹری سی ایم کے پاس ہے۔ اور وہیں سے یہ چلا یا جا رہا ہے۔ جتنی بھی باتیں ہیں۔ اب پر ایجیویٹ آدمی آکے وہاں بیٹھا ہے، میرے خیال میں چیزوں کو اس طرح سے دیکھنا اور اس طرح سے کرنا، ہر چیز کو سوائے وقت کے ضایع کے اور کچھ نہیں ہے۔ اب تنقید برائے تنقید کا سلسلہ اگر اسی طرح چلتا رہا، پھر تو چیزیں آگے نہیں بڑھیں گی۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی زیارت وال صاحب! آپ اسی پوائنٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب عبدالرحیم زیارت وال: بنیادی طور پر یہ جو معاملہ ہوا ہے، شروع سے آج تک۔ اسکا کوئی کام smooth نہیں ہے۔ اور یہ ذمہ دار فورم ہے۔ آج اگر آپ عدالت میں ہوتے ہائی کورٹ میں اور آپ صورتحال کو دیکھتے انسان کے روگٹھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور میں نے defend کیا ہے مقتنه کو۔ یہ مقتنه ہے۔ یہ اس صوبے کا مقتنه ہے اور اس مقتنه کے ساتھ اس سے تشکیل شدہ ایک گورنمنٹ ہے۔ مقتنه بائی پاس گورنمنٹ بائی پاس اور ہم فلاں جگہ سے حکم لیں۔ یہ میں نے وہاں بھی کہہ دیا ہے۔ نہ ہم مانیں گے نہ یہ مانے والی ہے۔ یہ مقتنه ہے اس مقتنه کو میں نے وہاں بھی کہا آپ نے مقتنه کی حیثیت دینی ہو گئی نمبر one۔ اور اس کو تسلیم کرنا ہو گا۔ یہ آئین پاکستان میں مقتنه کی حیثیت۔ پھر اس کے بعد گورنمنٹ میں گورنمنٹ میں نہیں ہوں لیکن میں گورنمنٹ کو defend کیا ہے۔ اور وہاں گورنمنٹ یہ سارے لوگ گیلو صاحب وہاں تھے۔ زمرک صاحب وہاں خود تھے۔ ایک آدمی ایک اے سی ایس کورٹ کے ذریعے سے تمام اختیارات کی snatching کر رہا تھا۔ اور تمام اسکیمات جو پیسے بچت ہو رہے تھے، جہاں سے فیکر ہے تھے، جہاں لے جانا چاہتے تھے، یہ ان سے کروار ہے تھے۔ اور سب بائی پاس۔ ”کہ مجھ پر کوئی وہ نہ کریں“۔ میں نے کہا no۔ گورنمنٹ، کیونٹ موجود ہے۔ جو پیسے ان کے پاس بچتے ہیں، کیونٹ میں لے جائیں۔ جو بھی distribution کا طریقہ کار بناتے ہیں وہ۔ میں صرف ہاؤس کو اس بنیاد پر inform کرنا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کی بے تو قیری کوئی بھی شخص نہ کرے۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں ہماری یہ غربی ہے۔ غربی کا یہ ہاؤس ہے۔ اس کی حیثیت کو اگر کوئی تسلیم نہیں کرتا۔ اور اسکے خلاف جو کچھ ہو رہا ہے۔ میں نے سارا دن، میرا کام نہیں تھا اس کتاب کے ساتھ۔ میرا اعلان ہی نہیں تھا۔ لیکن میں نے گورنمنٹ کو defend کیا۔ میں نے اسمبلی کو defend کیا۔ میں نے مقتنه کو defend کیا۔ اور جو سرکاری ملازم ہیں، انکو کہا کہ آپ اپنی اس سرکاری اختیار تک محدود رہیں۔ اور جب تک آپ اداروں کو پامال کرتے رہیں گے۔ اور اداروں کی پامالی کا کردار ادا کرتے رہیں گے۔

گے۔ تو نہ ادارے بنیں گے اور نہ ہی کوئی بھی گورنمنٹ smoothly صوبہ کو چلا سکیں گے۔ ادارے ہوں گے۔ اداروں کی حیثیت ہوگی، افراد اور اشخاص کی حیثیت سے بالاتر آپ ادارے پر جائیں گے۔ اور اس ادارے کے تحت جو بھی کام ہوں گے وہ کریں گے۔ لیکن آج سارے دوست وہاں موجود تھے۔ سارا دن اس پر بحث تھا۔ اور میں نے ذاتی طور پر، دوستوں نے اس پر اپنے آپ کو defend کیا۔ اور کورٹ کو کہا کہ اس طریقے سے نہیں ہے۔ تو میڈم اسپیکر! میں آپ کی توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں سب کو باخبر رکھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو مقتنه ہے، پارلیمنٹ ہے، اسمبلی ہے، اسکی حیثیت کسی بھی حوالے سے کوئی بھی شخص کسی کے بارے میں نہ غلط الفاظ استعمال کریں۔ Madam Speaker for God sake کہا گیا، کورٹ کے اندر۔ کریم کو کہا۔ کریم نوشیر والی کون ہے۔ اُس کو کہا کہ یہ اسمبلی نہیں ہے جس میں تم لمبی چوڑی تقریر کرو گے۔ میں نے کہا آپ نے کیا کہا؟ آپ عدیل ہیں۔ اُس کی حیثیت آپ سے بالاتر ہے۔ یہ public representative ہے۔ آپ کے خیال میں یہ ہے کہ وہاں پہنچنے کیا کچھ ہو رہا ہے۔ وہاں کچھ نہیں ہوتا۔ ٹھیک ٹھاک ہے۔ ہم تقریر بھی کریں گے۔ ہم قانون بھی بنائیں گے۔ آپ کا کام why implementation ہے۔ تو میڈم اسپیکر! میں صرف اس لیے آپ کے سامنے یہ رکھنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کیوں ہے؟ ہم میں کیا خرابی ہے؟ اپنی خرابیوں کو بھی دیکھنا چاہیے۔ ہمیں سسٹم پر جانا چاہیے۔ ہمیں سسٹم کو بچانا چاہیے۔ باقی چیزیں ثانوی ہیں۔ میں نے کیا کیا، فلاں نے کیا کیا، فلاں کیا کیا۔ آج جو صورتحال درپیش ہے میڈم اسپیکر! وہ یہ ہے کہ مقتنه، پارلیمنٹ اور اسکی حیثیت، یہ بے توقیر ہو، اسکی جو بھی بے عزتی ہو، جو بھی بے احترامی ہو، وہ جو آدمی کرنا چاہے اسکو وہ کریں گے۔ میڈم اسپیکر! میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ کون ہوتا ہے عمران خان XXXXXXXXX۔ کون ہوتا ہے شیخ رشید "XX" کورٹ نے اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا؟ تیرا آدمی،۔۔۔ (مداخلت) وہ نہیں، نہیں حاصل نے وہ نہیں۔ میں ایمانداری سے کہتا ہوں میں نے نہیں سنائے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! please ڈیکورم پر please

جناب عبدالرجمیم زیارتوال (قاائد حزب اختلاف): یہ بات آپ کی درست ہے کہ پارلیمنٹ کے ساتھ جس طریقے سے ہو رہا ہے۔ XXXXXXXXX۔ میں آج بھی کہتا ہوں یعنی ہماری حیثیت چیلنج ہے میڈم اسپیکر! XXXXXXXXXXXXXXXXX۔ پارلیمنٹ، پارلیمنٹ ہے۔ سب نے اسکی احترام کرنی ہے اور اس پر contempt of Court court میں جانا چاہیے اسکو چیلنج کرنا چاہیے۔ یہ کیا ہے۔ اور اسکے خلاف public representative اپ کے آئین کے preamble میں لکھا ہوا ہے کہ گورنمنٹ کی تشکیل میں، تشکیل عوام کی ووٹ سے ہوگی۔ پارلیمنٹ عوام کی ووٹ سے بنے گی۔ اب اسکے پہلے صفحہ کی آپ تو ہیں کر رہے

ہیں۔ تو آگے چل کے کیا ہو گا کیسے کریں گے اُسکو؟ اب جو ہم بیٹھے ہیں۔ یہ بتیں XXXXXXXXXXXXXXXXX۔ یہ عوام کا کام ہے، عوام کا کام عوام کیلئے چھوڑا جائے۔ خدا کیلئے public representative کا جس سے بھی یہ ووٹ لاتے ہیں۔ یہ اُسکا کام ہے۔ اور وہاں ادارہ موجود ہے ایکشن کمیشن اُسکا کام یہ ہے کہ کنٹرول کریں۔ تمام اختیارات استعمال کریں۔ تمام انتظامیہ، ان دنوں میں چالیس پچاس دن ہوا کرتے ہیں۔ تمام انتظامیہ ان کے disposal پر ہوا کرتا ہے۔ کیوں یہ اختیارات استعمال نہیں کرتے ہیں؟ کیوں کسی ادارے کو مداخلت کیلئے چھوڑتے ہیں؟ no۔ جو آئین میں، جس طریقے سے ہے، اب اس فیدریشن کو چلانے کیلئے، فیدریشن پر، فیدریشن کی اکائیوں پر، اُسکی پارلیمنٹ پر۔ اُس کی اسمبلیوں پر، اُس کی سینٹ پر، سینٹ کے ایکشن میں جو طریقہ ہوا ہے، میں اُسمیں مزید نہیں جاتا ہوں XXXXXXXXXXXXXXXXX۔ کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ سارے لوگ متفق ہیں۔ جس ادارے سے جس کا بھی تعلق ہے۔ سارے متفق ہیں۔ سوائے پولیکل پارٹیزیا پولیٹیکل ورکرز کے یا سیاسی لوگوں کے۔ انکے خلاف جس نے جو بھی زبان استعمال کی no۔

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب! آپ speech نہیں کر سکتے آپ خود قانون کے منظر ہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: میں صرف یہ گزارش کرتا ہوں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: زیارتوال! اگر اس پر debate کرنا ہے تو ہمارے لیڈر ز کے نام بھی آگئے ہیں۔

میڈم اسپیکر: آپ اجنبی ہے پر آپ آ جائیں، جی ڈاکٹر صاحب! آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: اس پر debate ہوا اور ان تمام چیزوں کو debate کرنا چاہیے۔ میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف: میں کہتا ہوں۔ پارلیمنٹ، اُس کی supremacy، اُس کی بالادستی، مقتضی، اُس کی حیثیت اور اُسکے ماتحت جو گورنمنٹیں بنی ہیں، بن رہی ہیں جو کہ یہاں جوابدہ ہوتی ہیں۔ اس سسٹم کو اگر ہم نے نہیں بچایا۔ ہم نے اس سسٹم کو ٹھیک نہیں کیا۔ پھر فیدریشن اور فیدریشن کی اکائیوں میں بداعتمادی مزید بڑھ جائیگی۔ اور بداعتمادی کی اُس صورتحال میں کنٹرول کرنے والا پھر کوئی نہیں ہو گا۔ ہم اس پر تنقید نہیں کرتے۔ جس بھی طریقے سے ہیں۔ لیکن یہ بات اس طریقے سے ہیں۔

میڈم اسپیکر: thank you

قائد حزب اختلاف: آپ کے سامنے اس لئے رکھ رہے ہیں کہ یہاں آواز اٹھائیں گے۔ ہم نے قربانیاں دی

ہیں میڈم اسپیکر! ہم نے جیلیں کافی ہیں۔ ہم انگریز کے خلاف اڑے ہیں، کوئی نہیں تھا۔ انگریز کو نکالنے کیلئے ہم جن کے allies بنے تھے۔ اُس کی گناہ کی سزا آج تک دے رہے ہیں۔ خان شہید اور اُس کے خاندان کو بھی دے رہے ہیں، بزنوج صاحب کو بھی دے رہے ہیں باچا خان اور اس کے خاندان کو دے رہے ہیں انگریز تھما را دادا تھا؟ بابا تھا؟ لالا تھا؟ کیا تھا؟ انگریز کے خلاف ہم اڑے ہیں۔

میڈم اسپیکر: زیارت وال! پلیز اسکو conclude کریں۔ اس پر ہم بعد میں بات کریں گے۔

قائد حزب اختلاف: اس پر بعد میں بات کریں گے۔ اس کو آپ پیش کریں۔ جو بھی آدمی اپنی پارلیمنٹ کی، اُس کی تو ہیں کی، اُس کی بے عزتی پر ہو۔ اُس آدمی کے خلاف جانا چاہیے جو بھی ہو۔

میڈم اسپیکر: thank you جی۔

قائد حزب اختلاف: جہاں بھی ہو تو میڈم اسپیکر! اس لئے میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔

میڈم اسپیکر: thank you ٹھیک ہے زیارت وال صاحب! نہیں اس پر ابھی مزید کوئی debate نہیں ہوگی۔ ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب! آپ بات کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ میڈم! میں ایک چیز کی explanation کرتا ہوں کہ میرے لیڈر میر حاصل خان نے یہ کہا کہ اُس میں XXXXXXXX۔ اُس نے کہا کہ آج جو پارلیمنٹ کے ساتھ جوز یادتی ہو رہی ہے اُس میں XXXXX۔ XXXXX۔ XXXXX۔ یہ پارلیمنٹ کی بالادستی نہیں ہے۔ اگر میڈم! اس بات پر، ہماری۔ میں اس مسئلے کو چھیڑ نہیں چاہتا ہوں کیونکہ اس پر کافی بات ہوئی ہے اگر اس کو آپ لوگ چھیڑنا چاہتے ہیں اور میرے لیڈر کی باتوں کو آپ غلط ملط کرتے ہیں تو مجھے حق پہنچتا ہے کہ میں اپنے لیڈر کی باتوں کو defend کروں۔ اُس نے کہا XXXXX۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُس نے یہی بولا ہے۔

میڈم اسپیکر: thank you ٹھیک ہے اب اس بحث کو یہی ختم کر دیں اس پر کوئی بات نہیں ہوگی، no، no۔ اس پر وضاحت دروضاحت نہیں ہوگی سردار صاحب! آپ اپنی بات بڑے اچھے طریقے سے کرچکے ہیں، ابھی میں اجازت نہیں دوں گی۔ جی اس پر بعد میں پھر بات کریں گے۔ ابھی اس وقت ہم --- (مداخلت) سردار صاحب! میں نے آپ کو اجازت نہیں دی ہے نہیں، نہیں۔ وہ انہوں نے explain کر دیا۔ انہوں نے کہا XXXXX۔ وہ سردار صاحب! آپ کا پوائنٹ آ گیا۔ آپ کا پوائنٹ آ گیا پلیز۔ آپ اس پر وضاحت کرچکے ہیں۔ --- (مداخلت) جی، آپ نے پہلے بات کر لی نا۔ انہوں نے کہہ دیا clear ہو چکی ہے۔ --- (مداخلت) نہیں آپ نے اُس سے پہلے یہ ساری بات نہیں

میرے ہاتھ میں تو مائیک نہیں ہے نہ میں نے بند کیا ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: آپ کاشاف بیٹھا ہے میرا مائیک بند ہے۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ ایجنسیوں کا ہاتھ ہے اور X لگی ہوئی ہے۔ کون سی XXX، باضابطہ ایکشن ہوا۔ آپ اس چیز کی witness ہیں۔ یہ آپ کی Chair کے ساتھ، یہاں بوتحہ بننے ہیں۔ باضابطہ ایکشن ہوا ہے۔

(اذان عصر۔ خاموشی)

میڈم اسپیکر: نہیں اس وقت نہیں۔ میں ذرا اس پرولنگ دے دوں ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اس کے بعد، آپ پلیز تشریف رکھیں۔ میں اس پر بات کروں۔ میں نے انہیں بھی منع کیا ہے آپ تو رولر کے بہت اچھے چیز میں ہیں زمر ک صاحب! آپ پلیز تشریف رکھیں۔ میں اس وقت اجازت نہیں دوں گی۔ نہیں، اس کے بعد آپ تسلی رکھیں۔ میں پہلے اپنے ایجنسی کو کروں۔ پھر اس پر بات ہو گی۔ چونکہ یہ بات ہے میں صحیح ہوں دیکھیں ایک تو یہ ہے جو بار بار بات ہو رہی ہے X کی اور فلاں کی۔ یہ ساری چیزیں ایکشن کیش take-up کر چکا ہے۔ اب آپ اس مسئلے پر نہ ہی بات کریں تو بہتر ہے۔ اور اس پر جس جس لوگوں نے الزامات لگائے ہیں۔ انہیں کہا گیا ہے کہ آکے آپ عدالت میں proof پیش کر سکیں تو They has been taken it there. دوسری بات جہاں تک میں صحیح ہوں کہ تمام اداروں کی آئین میں بالکل واضح کردار موجود ہے۔ جس طرح عدیل ہے اسی طرح مقتنه ہے۔ ہر ایک کا اپنا واضح کردار بتا دیا گیا ہے۔ اور میرے خیال میں، جس طرح سے زیارت وال صاحب نے کہا اور میرے باقی معزز ادارکیں نے کہا اور انکی تقریر کو تمام ان لوگوں نے appreciate بھی کیا۔ مقتنه ایک ایسا ادارہ ہے ہمارا، جہاں تمام representatives جو ہیں عوام کے نمائندے ہوتے ہیں۔ اور میری ذاتی طور پر تو میں اس کو بہت انتہائی مقدس صحیح ہوں۔ یہ جگہ جو ہماری، میرے لئے اور ہمارے لئے، بہت مقدس ہے۔ اور میں آج یہ دیکھتی ہوں کہ آج جو ہماری یہ Assemblies ہیں، اس میں جو ممبران ہیں، وہ اپنا کام آئین کے تحت بہت خوش اسلوبی سے کر رہے ہیں۔ ہم نے آئین سے ہٹ کر کوئی کام نہیں کیا۔ ہمارے جو آئین میں ہمارا کردار مختص ہے ہم اسی کے تحت کام کر رہے ہیں۔ اور ہم سب کی عزت کرتے ہیں تمام اداروں کی عزت کرتے ہیں۔ اور میں چاہتی ہوں کہ تمام ادارے ہماری عزت کریں۔ ہمیں اسی طور پر لیا جائے۔ ہمیں، اور میں آج ہی اپنے، میں خود بھی اس کی ممبر ہوں۔ آج Custodian کی عہدہ پر ہوں۔ لیکن میں آج سب کو کہتی ہوں کہ ہم نے اپنی عزت خود بھی کرانی ہے۔ اگر کوئی یہ عزت نہیں، اگر کوئی کہتا ہے پاریمیٹ کو

بر ایجاد کھتا ہے وہ اپنی عزت نہیں کر رہا ہے۔ تو آج ہم نے اپنی عزت خود کرانی ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ پارلیمنٹ کے نمبر ان آج اپنے عمل سے یہ واضح کر دیں گے، یہ ثابت کر دیں گے کہ پارلیمنٹ جو ہے بالاتر ہے اور پارلیمنٹ کے جو بھی کام ہیں وہ آئین کے تحت جس طرح پہلے ادا کرتی رہی ہے ہمیشہ وہ آئین کے تحت اپنا کردار ادا کرتی رہے گی۔ اور کسی کو حق نہیں ہے کہ وہ پارلیمنٹ کی بے عزتی کریں۔ تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ ابھی مزید یہ میری روشنگ ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس پر مزید بات نہ کی جائے کیونکہ اس پر عدیلیہ اور ایکشن کمیشن وہ نوٹس لے چکے ہیں۔

جناب عبدالرجیم زیارتوال صاحب! آپ اپنی تحریک التوانمبر 1 پیش کریں، جی میں اب زیارتوال صاحب کو کہہ چکی ہوں بابت صاحب! تشریف رکھیں۔ نہیں ابھی میں آپ کو point of order کی اجازت نہیں دوں گی۔ زیارتوال صاحب! تحریک التوان پیش کر دیں۔ اُسکے بعد فلور آپ کو دوں گی۔ بابت صاحب! ان کی تحریک التوان کے بعد آپ کو موقع دیتی ہوں۔

قائد حزب اختلاف: تحریک التوانمبر 1 شکر یہ میڈم اسپیکر! میں اسمبلی کے قواعد و انصباط کا رجحیہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت زیر تحریک التوان اکاؤنٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ گزشتہ کئی دنوں سے یہ گڈاکٹر زاد پیرا میڈیکل اسٹاف اپنے مطالبات کے حق میں ہڑتال پر ہیں۔ جس کی وجہ سے ہسپتاں کے اوقیانوس (OPDs) میں غریب اور نادارم یضوں کا معاشرہ نہیں کیا جا رہا ہے۔ پیرا میڈیکل اسٹاف کے مطالبات کے سلسلے میں سمری وزیر اعلیٰ کی سیکرٹریٹ کو ارسال کی جا چکی ہے۔ جو تاحال منظور نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی پیشرفت ہوئی ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نواعت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک التوانمبر 1 پیش ہوئی۔ کیا زیارتوال صاحب! اپنی تحریک کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

قائد احزاب اختلاف: شکر یہ میڈم اسپیکر! اس تحریک التوان کے حوالے سے ہمارے عوام، خصوصاً صوبائی دارالخلافہ، جس میں ہمارے بڑے بڑے ہسپتاں قائم ہیں۔ اُن کی OPDs بند پڑے ہیں۔ تو یہ تحریک التوان جو ہم لے آئے ہیں، کوئی ڈیڑھ دو سال پہلے یہ مسئلہ آیا تھا۔ پھر ہڑتال ہوئی تھی۔ اور اُس ہڑتال میں پھر پولیس کی جانب سے تشدد ہوا تھا۔ ڈاکٹروں کو مارا اپیٹا تھا۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! یہ بہت اہم تحریک التوان ہے پلیز آپ گفت و شنید بعد میں اگر کر لیں۔ جی پلیز آپ کی آواز سے disturbance ہو رہی ہے۔

قائد احزاب اختلاف: اس میں پھر کمیٹی بنی تھی اسمبلی کی۔ اور کمیٹی نے اسکو tackle کیا۔ اور آخر میں کمیٹی کے

5 ممبران نے اس پر sign کیے۔ اور گورنمنٹ کے پاس بھجوادیا وزیر اعلیٰ کے پاس۔ اُسمیں ڈاکٹروں کے جو مطالبات تھے وہ اس وقت frame تھے۔ اور وہ منظور ہو گئے۔ اور پیر امید یکس کے جومطالبات تھے وہ اس دن سے آج تک التوا میں ہیں، پھر اسکی سمری آئی اور اسکو وزیر اعلیٰ ہاؤس میں debate کیا گیا۔ اُسکے مالی وہ جو تھے بہت زیادہ تھے اس پر خزانے پر تو دوبارہ بھجوایا گیا۔ رحمت صاحب منظر تھے۔ رحمت صاحب کے دور میں وہ سمری دوبارہ سے بن کر آگیا ہے۔ اب شاید مجھے exact figures کا پتہ نہیں ہے۔ 90 کروڑ سے ایک ارب کے درمیان، جو انکے مطالبات ہیں وہ۔ تو اُسمیں بنیادی طور پر جو مسئلہ ہے پیر امید یکس کو اُسمیں سب سے اہم issue یہ ہے کہ انکے service structure نہیں ہے۔ جو آدمی بھرتی ہو جاتا ہے کتنے سالوں تک کام کرتا ہے اس کی کوئی پر موشن نہیں ہے۔ صوبے میں ایسا کوئی بھی ادارہ نہیں ہے جس کا کوئی آدمی اعلیٰ qualification بھی حاصل کریں لیکن اسکی پر موشن نہیں ہے۔ تو یہاں گزارش یہ ہے کہ ان کی جو service structure ہے۔ ان کو منظور کیا جائے ان کے جومطالبات ہیں جو اضافی بوجھ بن رہا ہے اس اضافی بوجھ کو منظور کیا جائے۔ ہم پہلے سے sign کر پچے ہیں 5 لوگ اس کو۔ اور بعد میں یہ مسئلہ ہوا تھا اس وقت یہ بنانہیں تھا اور وعدہ یہ کیا تھا کہ ان کا جو بھی بناتے ہیں اور اس کو منظور کرواتے ہیں۔ اب تک منظور نہیں ہوا ہے۔ اب گورنمنٹ کی طرف سے کون یقین دہانی کرائیں گے؟ اب سمری وزیر اعلیٰ کے table پر پہنچ چکی ہے۔ تو گورنمنٹ کی ہمیں assurance چاہیے اس حوالے سے۔ یا اسکو بحث کے لیے منظور کرتے ہیں۔ اور اس پر گورنمنٹ جو وہ دینا چاہتے ہیں یا جس طریقے سے اسکو explain کرنا چاہتے ہیں یا کوئی اور اس پر وہ کوئی وضاحت دینا چاہیں تو بنیادی طور پر یہ ہیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس کو بحث کے لیے منظور کیا جائے یا گورنمنٹ کی طرف سے surety ہو کہ وزیر اعلیٰ کے آنے کے ساتھ ہی وہ اس سمری کو sign کریں گے۔ اور انکے جومطالبات ہیں وہ حل ہو جائیں گے اور انکے ساتھ مذاکرات کر کے OPDs کو کھولا جائے۔ اور یہ اس بنیاد پر تحریک التوا ہے۔ اور میں ہاؤس کے سامنے رکھ چکا ہوں ابھی اس debate کرنا اس کو منظور کرنا۔ یہ ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: زمرک خان صاحب! اس پر ابھی بحث شروع نہیں ہو سکتی پہلے منظور ہو جائے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میڈم اسپیکر صاحب! میں وزیر اعلیٰ صاحب کے پیرون ملک جانے سے پہلے سی ایم سے ملا تھا۔ میں ذرا تفصیل دوں گا اس پر مکمل بات ہوئی ہے میں اس کا خود میں لایا تھا آپ اگر مجھے تھوڑا سا سن لیں کیونکہ گورنمنٹ میں اس وقت کوئی تھا ہی نہیں۔

میڈم اسپیکر: چلیں آپ بتائیں پلیز۔

انجینئر زمرک خان اچکزی: شکریہ میڈم اسپیکر! آپ ذرا سا اگر جو issues یہاں discuss ہوتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی جی، بالکل جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزی: اس پر ہمیں بھی موقع دیا کریں جس طرح زیارتوال صاحب نے ابھی پورے یہاں بیس پیس منٹ کا وہ چلا�ا ہے۔ جب وہاں بیٹھے ہوتے تھے ہم یہی سوال ان سے کرتے تھے کہ آپ پی ایس ڈی پی کس طرح بناتے ہو۔ آپ گورنمنٹ کے مسائل کس طرح حل کرتے ہو۔ آپ پیرامیڈیکس ہیں، یونگ ڈاکٹرز ہیں یا پی ایم اے ہیں اس کو کس طرح کرتے ہو؟

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے پلیز۔

انجینئر زمرک خان اچکزی: پہلے تو یہ سوال میں ان سے کروں گا کہ آپ دوسال سے کیا کر رہے ہے تھے کیوں یہ جو سمری آپ نے ابھی تک approved نہیں کیا ہے؟ کیا مسئلہ تھا آپ کو سب کچھ پتہ ہے آپ سارے حقیقت جانتے ہو جتنے بھی آپ کے سامنے ہیں۔ یہ چیف منسٹر تو ابھی ڈیڑھ مہینہ سے یہاں بیٹھا ہوا ہے۔ اور یہ جو پیرامیڈیکس ہیں، یونگ ڈاکٹرز ہیں جو بھی ہیں۔ میرا خیال سے تین سال سے تو ہم اس پر بھاگ ڈوڑ کر رہے ہیں جب آپ کے پاس آتے تھے ”کہ جی! ایمیں جو ہیں financial مسئلہ ہے ہم اسکو حل نہیں کر سکتے ہیں، یہ بوجھ ہے، خزانہ پر بوجھ ہے، فلاں اس پر بوجھ ہے۔“ آپ تو اس وقت نہیں سن رہے تھے ہماری باتیں۔ ہم تو آپ کو یہی کہہ رہے تھے کہ جی آپ نے پی ایس ڈی پی ایک رات میں بنائی۔ اور آج آپ ACS کو کہہ رہے ہو کہ یہ کیوں نہیں کر رہا ہے فلاں کیوں نہیں کر رہا ہے سیکرٹریز کیوں نہیں کر رہے ہیں؟

میڈم اسپیکر: please come on the point, please.

انجینئر زمرک خان اچکزی: دیکھو میں to the point میڈم! آپ پانچ منٹ تو سن لیں آپ کو کیا ہے

میڈم اسپیکر: زمرک خان صاحب! please! اس وقت تحریک التوا پیش ہے۔ آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں آپ کریں۔ آپ درمیان میں پی اینڈ ڈی پر چلے گئے پلیز۔

انجینئر زمرک خان اچکزی: میں دلائل دے رہا ہوں اس پر آپ مجھے پھر بعد میں موقع دے دیں۔ میں اس پر بات کروں گا جو آج ابھی اس نے بات کی ہے۔ تو ابھی باتیں کی ہیں۔

میڈم اسپیکر: please اس پر بات کریں جس کے لیے آپ کھڑے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزی: اس میں یہ تھا کہ پیرامیڈیکس والوں نے ایک احتجاجی کمپ لگایا ہوا تھا سول ہا سپٹل میں۔ میں اس پر آتا ہوں پھر سب کے لیے روزا ایک ہی ہونا چاہیے۔ آپ جس طرح روز کے تحت چلاتے ہو تو پھر

اسکو بھی بولنے کا حق نہیں ہے۔ آپ اسکو کیوں بولنے دیتے ہو؟

میڈم اسپیکر: زمرک خان صاحب! پلیز آپ بات کریں آپ کو میں بات کا موقع دے رہی ہوں آپ کبھی مشرق میں جا رہے ہے کبھی مغرب میں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: نہیں تحریک التوا سے پہلے کی بات کر رہا ہوں۔ میں تحریک عدم اعتماد سے پہلے کی بات کر رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: پلیز آپ اس تحریک التوا پر بات کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: نہیں میڈم! آپ سناؤ کریں پھر اسمبلیاں چلتی ہیں چار گھنٹے چلتی ہیں، مسئلہ نہیں ہے وہ بات کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: تحریک التوا پر بات کریں پلیز۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میں اس پر آپ کو اتنا کہہ دوں کہ بعد میں میں اُس پر بات کروں گا public importance پر۔ یا اس کے سوالات پر۔

میڈم اسپیکر: آپ پلیز پہلے اس بات کو complete کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: آپ تو سن لو میں کر رہا ہوں نا۔

میڈم اسپیکر: آپ اس بات کو چھوڑ دیں، پہلے اس بات پر کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: تو اسی پر کر رہا ہوں نا۔

میڈم اسپیکر: کریں please۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: آپ دو منٹ تو مجھے موقع دیدیں آپ مجھے موقع ہی نہیں دیتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: آپ درمیان میں کبھی مشرق پر جا رہے ہیں کبھی مغرب پر۔ آپ کبھی پی اینڈ ڈی پر جا رہے ہیں۔ میں کہہ رہی ہوں کہ آپ اسوقت یہ بتائیں کہ پیر امیڈیکس پر آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: فناں سے اس کا تعلق ہے۔

میڈم اسپیکر: please بات کریں اس پر۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: اسی سے تعلق ہے یہ فنڈ وہاں سے releases ہوا ہے کہاں سے ہو گیا فنڈ کہاں سے آئیں گے؟

میڈم اسپیکر: please بات کریں اس پر۔ آپ نے کہا مجھے اس بارے میں سارا پتہ ہے اور آپ بتائیں

کہ کیا ہوا؟

انجینئر زمرک خان اچخزئی: مجھے پتہ ہے کہ تین چار دن سے ان کا ہڑتال چل رہا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی جی اس پر آجائیں۔

انجینئر زمرک خان اچخزئی: ایک وہ یگ ڈاکٹر کو جو اٹھایا گیا تھا اس پر ان کا احتجاج چل رہا تھا پھر میں خود گیا سول ہاسپیٹل ان کے وہ جو مشران ہیں ان سے میں ملا۔ انکے پریزیڈنٹ سے میں ملا۔ پھر انہوں نے جلوس نکالا۔ اور یہاں تک آئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا وہاں میں نے ان سے بات کی اس وقت ڈی سی آیا کشہر آیا سب آئے، انہوں نے انکو تسلی دی ”کہ ہم آپ کے مسائل حل کریں گے“۔ اُسکے بعد یہ ہوا کہ جب سی ایم صاحب آئے تو کل سی ایم صاحب سے ان کی ملاقات ہوئی۔ ان کے سارے ڈیمانڈز، بلکہ یگ ڈاکٹر بیٹھے ہوئے تھے، پیر امیڈیکس والے تھے اور پی ایم اے والے پاکستان میڈیکل ایوسی ایشن والے ہوتے ہیں اور ڈاکٹر ہوتے ہیں۔ وہ ان کے پریزیڈنٹ تھے وہ بھی تھا۔ سب آگئے چیف منسٹر نے ان کو کہا میں خود ان کو فون کیا آپ آجائیں آپ کے مسائل ہیں یہ احتجاج آپ تھوڑا سا کم کر لیں۔ OPDs کو بند نہ کریں کیونکہ ان سے مریضوں کو عوام کو تکلیف ہوتا ہے آپ اگر بند کریں گے تو آپ کے مسائل اُدھر کیسے حل ہوں گے؟ تو اس بنیاد پر چیف منسٹر نے ان کو کہا کہ میں جارہا ہوں باہر ملک کے دورے پر۔ ہمارا کوئی ریکوڈ کا مسئلہ چل رہا ہے۔ پتہ نہیں لندن ہے یا امریکہ میں جدھر ہے۔ وہاں جارہا ہوں تو اس وقت تک آپ انتظار کریں۔ آپ پھر چار پانچ کمیٹی بنائیں اس میں زیارت وال صاحب بھی ہو آجائیں انکو سارا پچھلی گورنمنٹ کا بھی پتہ ہے کہ کیوں نہیں ہو رہا ہے۔ اُس دلیل کے ساتھ انہوں نے کہا کہ آپ کے جائز مسائل ہیں سب میں حل کرنے کی کوشش کروں گا۔ کوئی بھی نہیں چھوڑوں گا۔ یہ ہے کہ اس نے یہ بات بھی کی ہے کہ اگر آپ احتجاج سے پہلے مجھ سے رابطہ کرتے چیف منسٹر نے انکو کہا۔ آپ مجھ سے رابطہ کرتے تو میں آپ کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار تھا اور جو بھی آپ کے جائز مسائل تھے اس وقت حل کرتے۔ آپ ہڑتال سے پہلے میرے پاس آ جاتے تو خیر ہے۔ ان کا تو ہڑتال بہت عرصے سے چل رہا ہے یہ تو آج کا مسئلہ نہیں ہے ان کا بہت پرانا مسئلہ ہے۔ اور ان کو حل ہونا چاہیے۔ یہ تحریک التوا کے حق میں ہوں یہ ایسا نہیں کہ میں اس کے حق میں نہیں ہوں۔ لیکن یہ ہے کہ چیف منسٹر نے ان کو تسلی بھی دیا اور انہوں نے اس کے ساتھ agree بھی کیا پیر امیڈیکس، YDA اور PMA تو اس بنیاد پر انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ان سے agree بھی کیا کہ جب آپ آجیں گے تو ہم بیٹھیں گے اس مسئلے کو حل کریں گے۔ تو اس situation ہے ابھی آپ کہہ دیں زیارت وال صاحب کو کہ وہ اس پر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ ابھی نہیں انہوں نے تو اپنی admissibility پر بول دیا۔ ابھی گورنمنٹ سائیڈ سے کون بات کرنا چاہتا ہے۔ جی ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحب۔

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی (مشیر برائے وزیر اعلیٰ مکملہ خزانہ): یہ جو قرارداد زیارت وال صاحب لے کر آئے ہیں یعنی نہیں ہے یہ پرانی ہے۔

میڈم اسپیکر: یہ قرارداد نہیں ہے تحریک التوا ہے۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ مکملہ خزانہ: تحریک التوا ہے، یہ پچھلے ساڑھے چار سال سے جب ہم اُس طرف بیٹھے تھے، یہ یہاں بیٹھے تھے۔ یہی چیز آتی رہیں۔ تو اس وقت یہ منظر اور فناں ان دونوں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم اس پر کام کر چکے ہیں۔ اسمبلی یہ منظور کر گی۔ جب یہ ساڑھے چار سال میں نہیں کرسکی تواب ہمارے پاس دو مہینے، اڑھائی مہینے میں یہ حکومت کیا کر سکتی ہے یہ already matured case ہے یہ سمری اس وقت سی ایم کے ٹیبل پر پڑی ہوئی ہے۔ اب وہ خود فیصلہ کر کے دیکھیں گے کہ ہم اس پر کیا کر سکتے ہیں نہیں کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی آغارضا صاحب اس پر۔ ابڑو صاحب! یہ آپ کی منشی سے تعلق رکھتا ہے، تو آپ اس پر زیادہ اپنی موقف پیش کریں۔

جناب عبدالماجد ابڑو (وزیر صحت): میڈم اسپیکر! اصل میں issue یہ ہے کہ یہ کافی پرانا issue چلتا رہا ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ کافی دفعاً اس پر strike بھی ہو چکی ہے۔ لیکن کچھ عرصے دونوں میں ہم نے انھیں کہا کہ آپ strike پر نہ جائیں بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کرتے ہیں۔ تو پہلے تو وہ agree نہیں ہو رہے تھے پھر اس بات کر agree ہوئے کہ چلیں ٹھیک ہے سی ایم صاحب سے ادھر ہماری ملاقات ہو جاتی ہے تو اس کے بعد ہم یہ چیز ختم کریں گے۔ تو وہ بھی کل ان کی میٹنگ ہو گئی ہے وہاں۔ لیکن اس کے باوجود ابھی تک وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں اُس میٹنگ کی آپ۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ مکملہ خزانہ: میڈم اسپیکر! ڈاکٹر مالک صاحب تشریف رکھتے ہیں کہ اس نے بھی یقین دہانی کرائی تھی کہ میں اس مسئلے کو حل کروں گا۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کا point آگیا میں صرف ابڑو صاحب ابھی اسی۔
ڈاکٹر عبدالماجد بلوج: میڈم اسپیکر! میرا جان چھوڑ دیں مجھے تین سال ہو گئے ہیں۔ ابھی تک میری یاد آپ کو کیوں آرہی ہے۔

میڈم اسپیکر: جی ابڑو صاحب! سی ایم صاحب نے کیا کہا آپ یہ بتا رہے تھے کہ سی ایم نے کیا کہا اس کے

اوپر۔ اس نے کیا یقین دہانی کرائی؟

وزیر صحت: سی ایم صاحب نے انکو یقین دہانی کرائی ہے کہ میں واپس آ کے اس مسئلے کو tackle کروں گا۔ تو اصل میں انھیں جانا تھا باہر دورے پر۔ تو جس کی وجہ سے وہ تھوڑا delay ہو گیا۔ انشاء اللہ جیسے ہی وہ واپس آتا ہے۔

میڈم اسپیکر: نمائندوں نے کیا response دیا ہے جو آپ کے پیر امید کس تھے کیا انہوں نے کہا کہ پھر وہ اس کی یقین دہانی پر راضی ہو گئے؟

وزیر صحت: انہوں نے وہاں تو agree کیا کہ ہم strike ختم کریں گے۔ لیکن اس کے بعد وہی حالت ہے۔

میڈم اسپیکر: جی ٹھیک ہے۔ زیارت وال صاحب اگر اتنی بڑی، وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم سب۔

قائد حزب اختلاف: میری معلومات کے مطابق یا ڈاکٹروں نے انکو نہیں کہا ہے کہ ہم ہڑتال ختم کریں گے آج کی جو صورتحال ہے میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی جانب سے کوئی ذمہ داری قبول کرے ہم پیچھے چلے جاتے ہیں ذمہ داری قبول کریں وہ ہڑتال ختم کریں۔ عوام کی مشکلات میں اضافہ نہ ہو ہا پندرہ کھل جائیں OPDs کھل جائیں۔ بصورت دیگر اس کو بحث کے لیے منظور کیا جائے۔ اس پر مزید detail تفصیلات جو بھی چاہے۔ وہ دیں گے اب بجائے اس کے کہ مسئلے کو حل کریں دفاع پر چلے جاتے ہیں بابا خدا کے لیے تم کو مسئلہ درپیش ہے اس وقت۔ اس کا حل کس طریقے سے نکلتے ہو کس طرح سے ڈھونڈتے ہو میں نے تو کہا کہ میں نے sign کیا ہے اور sign کرنے کے بعد ڈاکٹرز کے مطالبات تسلیم ہو گئے ہیں پیر امید کس کے اب تک رہتے ہیں میں اکیلا بھی نہیں تھا پانچ لوگ تھے تو یہ کام ہوا ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ مطمئن نہیں ہیں؟

قائد حزب اختلاف: اب صرف دو چیزیں ہیں یا تو ہاؤس کیسا منے وہ تحریک التوا کو بحث کے لیے منظور کر لیں یا یقین دہانی کروائیں کہ وہ ہڑتال ختم کریں۔ اُنکے پاس جائیں وہاں سے ہڑتال ختم کروائیں اور انکے مطالبات جو وہاں پڑے ہیں اس کی یقین دہانی کرائیں کہ ہم اس کو جیسے ان کے پاس فائل ہے اس کو منظور کریں۔

میڈم اسپیکر: جی جعفر مندوخیل صاحب۔ گیلا صاحب! میں نے مائیک انھیں دیا ہے، جعفر مندوخیل صاحب بات کر رہا ہے۔ جی۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میڈم! پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ اگر یہ بحث کے لیے منظور ہو گیا اور ابھی آپ نے فوری ٹائم دیا ہے تو اس کے اوپر ہم بحث کریں اس میں جو مرک نے۔

میڈم اسپیکر: نہیں یا بھی تک بحث کے لیے منظور نہیں ہوئی۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جو تحریک التوا کا محرك ہے، اُس نے اپنا موقف پیش کر دیا ہے۔

میڈم اسپیکر: موقف پیش کر دیا بھی حکومتی۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں گورنمنٹ کی طرف سے اس کی مخالفت کرتا ہوں کہ یہ فوری نوعیت کا واقعہ نہیں ہے پانچ سال سے چلا آ رہا ہے تو لہذا تحریک التوانہیں بتاتے ہے۔ بہر حال معزز رکن کاشکریہ جوانہوں نے قائد حزب اختلاف کاشکریہ کے انہوں نے گورنمنٹ کے نوٹس میں یہ لے آیا انشاء اللہ چیف منستر جب آئیں گے اس کے نوٹس میں لے آئیں گے۔

میڈم اسپیکر: زیارت وال صاحب! منستر ہیلٹھ نے بھی کہا کہ چیف منستر نے یقین دہانی کرائی اور ممبر زمہنی بیٹھے تھے۔ میں حکومتی موقف کو explain کر رہی ہوں پھر آپ ذرا دیکھ لیں۔ ڈاکٹر رقیہ ہاشمی نے بھی بتا دی۔

قائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: میں آپ سے question put کر رہی ہوں نا۔ ایک منٹ آپ بات تو سن لیں پوری۔ آپ مجھے بات ہی نہیں کرنے دے رہی ہیں میری بات سن لیں آپ۔ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ ان کا یہ موقف آگیا کہ کیا آپ تحریک التوا پر۔ ان کے موقف سے مطمئن ہے، میں صرف یہ پوچھ رہی ہوں آپ سے؟

قائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر! معزز رکن نے منستر صاحب نے جعفر خان صاحب نے کہا آپ نے تو سنا۔

میڈم اسپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف: کہ یہ emergent نوعیت کا وہ نہیں ہے OPDs بند ہیں ہاپنٹلر کے چار سال سے بند نہیں تھے۔

میڈم اسپیکر: نہیں چار سال سے بند نہیں ہیں ابھی دوبارہ بند ہوئی ہیں۔

قائد حزب اختلاف: چار سال سے کوئی بند نہیں تھا۔ اگر اس طریقے سے یہ چیزوں کو ڈیل کرتے تو یہ ہماری حیثیت اور صلاحیت کو، چھ دن ہوئے ہیں ہفتہ ہوا ہے آپ کی OPDs بند ہیں ان کے حوالے سے، ورنہ میں جو تحریک التوا لے آیا ہوں۔ میں پہلے سمجھ چکا ہوں اس کو کہ کس نے nature کے چیزوں کو آپ لاسکتے ہیں۔ اب جو آپ کی OPDs بند ہیں پورے صوبے میں تو کیا کرنا ہوگا اُس پر بات ہے؟

میڈم اسپیکر: زیارت وال صاحب! بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہاں پی ڈیز ہیں کیا ان کو بند کرنی چاہیے؟ آپ مجھے بتائیں کہ اتنے انسانی زندگی کے مسئلے ہیں انہوں نے ان کو اپنے ڈیز کو بند کیا ہوا ہے، this is very

-wrong

قائد حزب اختلاف: نہیں میدم! یہ انہوں نے diversion کر رہے ہیں، پھر میں اپنی تحریک التوارکھتا ہوں، ہمارے پاس تعداد بھی ہے، یہ بحث کے لیے منظور ہو جائیگا پھر اس کے بعد پھر اس پر بحث کریں گے۔

میر غلام دشکر بادینی: آپ ہمیں بھی سنیں۔

قائد حزب اختلاف: جو مخالفت کرتے ہیں کریں، ہمارکسی کے ساتھ کوئی وہ نہیں ہے۔

میدم اسپیکر: آپ تشریف رکھیں میں آپ کو موقع دیتی ہوں۔

میر غلام دشکر بادینی: بیٹھ گئے ہم۔

انجیلیز مرک خان اچکزئی: میدم اسپیکر! سی ایم کے مینگ میں انہوں نے یہ وعدہ کیا کہ ہم OPDs بننہیں کریں گے۔ انہوں نے خود کہا تھا میں اس کا نام لے سکتا ہوں ایک صدر فضل الرحمن تھا اور ڈاکٹر یاسر اور ڈاکٹر فرید تھے یہ دونوں نام۔ تینوں آگئے میں 12 بجے سے کھڑا تھا ان کے ساتھ۔ اور انہوں نے یہ وعدہ کیا کہ آپ کے آنے تک ہم انتظار کریں گے آپ ان کو اپنے چیمبر میں بلائیں میدم ان سے کہہ دو کہی ایم سے کیابات ہوئی تو میں خود ان کو فون کیا کہ آپ آ جائیں۔ وہ جاتے ہوئے ان کو بھایا اور اس سے بات کی ابھی زیارت وال صاحب کی بات صحیح ہے مگر یہ۔

میدم اسپیکر: ابھی زمرک خان صاحب! میرے خیال میں ایوان کی رائے لینی پڑے گی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: گورنمنٹ اس مسئلے کو amicably حل کر لیتا ہے تو اس پر بحث کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔

میدم اسپیکر: تو میں بھی یہی کہہ رہی ہوں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: ابھی منظر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میر صاحب! آپ ہیں، جعفر خان ہے، سینئر دوست بیٹھے ہیں، اگر صحیح ہیں کہ جی OPD بننہیں ہوں گے پھر ایم جنسی نہیں ہے۔ اگر OPD بننے گے تو پھر ایم جنسی ہے۔ یہ گورنمنٹ اگر صحیحتا ہے کہ جی میں اس کو amicable حل کرتا ہوں تو ہم زیارت وال سے ریکووئٹ کرتے ہیں کہ وہ اس تحریک پر زور نہ دیں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ بالکل تحریک ہی نہیں بتاتا ہے پھر تو اور بات ہے۔

میدم اسپیکر: میں اس کو ہم ایوان کے سامنے پیش کر سکتی ہوں لیکن بار بار اسی لیے کہہ رہی ہوں کہ یہ صورتحال جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا یہ بڑی ایک افسردہ صورتحال ہے کہ ہم انسانی جانوں کے لیے وہ ہمارے لیے سب سے اہم ہے۔ اور اتنے sensitive شعبے میں strikes نہیں ہوئی چاہیے۔ باہمیات نہیں ہونا چاہیے۔ آپ اپنی

مطالبه رکھیں اور اس کے بعد ہماری حکومت نے جو decision لیا ہے یا یلنا ہے وہ ہیلتھ منسٹر بتائیں گے۔ منظر

صاحب! آپ بتائیں کیا strike ابھی تک continue ہے؟

وزیر صحت: میڈم! کل جب ان سے بات ہو گئی انہوں نے خود agree کیا ہے کہ اس کو ختم کریں گے۔

میڈم اسپیکر: کریں گے لیکن کیا ختم ہے آج آپ بتائیں کہ OPDs کھلی تھیں؟

وزیر صحت: آج تو کام ہوا ہے صحیح میں۔

میڈم اسپیکر: اگر ہوا ہے تو strike نہیں ہے تو ٹھیک ہے۔

وزیر صحت: کیونکہ اصل میں issue یہ ہے کہ اتحاری وہی ایم ہے۔ جب تک وہ واپس نہیں آتا تو اس کا حل

کوئی بھی نہیں ہے اگر وہ strike پر بیٹھتے ہیں تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں اب ہم بات strike کی نہیں کر رہے ہیں۔ اب تو آپ نے کہا زمرک خان بھی کہا کہ

strike نہیں ہے۔ اب میں آپ سے یہ کہہ رہی ہوں کیا آپ یہ تسلی زیارت وال صاحب کو دے رہے ہیں کہ یہ تحریک

التو اواپس لے لیں کہ وہ آپ یقین دہانی کر رہے ہیں کہ یہ مسئلہ حل ہو جائیگا، سی ایم صاحب کے واپسی پر؟

وزیر صحت: ہم تو یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ تحریک واپس لی جائے تاکہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف: اگر OPDs بند ہیں تو اس کا نوٹس لیا جائے کیا کرنا ہے اس کے لیے اگر وہ بند نہیں ہیں۔

میڈم اسپیکر: وہ تو انہوں نے کہہ دیا کہ بند نہیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف: پھر ہمیں کوئی ایسا وہ نہیں ہے میڈم مطلب لوگ suffer کر رہے ہیں۔

وزیر صحت: کام چل رہا ہے ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف: اگر OPDs بند ہیں تو اس کا کوئی حل نکالو۔ باقی جیسا کرتے ہو مجھے کوئی وہ نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: مطلب آپ یہ کہیں رہے ہیں کہ صرف OPDs بند نہیں ہوئی چاہیں۔

قائد حزب اختلاف: اگر OPDs yes بند نہیں ہیں تو میں اپنی تحریک التوا واپس لیتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: وہ کھلی ہوں تو آپ اپنی تحریک التوا واپس لیتے ہیں main otherwise جو مسئلہ ہے۔

قائد حزب اختلاف: میری معلومات کے مطابق یہ ڈاکٹروں نے، انکو نہیں کہا ہے کہ ہر تال ختم کریں گے۔

آج کی جو صورتحال ہے، میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی جانب سے کوئی ذمہ داری قبول کرے۔ ہم پچھے چلے

جاتے ہیں۔ ایک ذمہ داری قبول کریں۔ وہ ہر تال ختم کریں۔ عوام کی مشکلات میں اضافہ نہ ہوں۔ ہپتال کھل

جائیں۔ OPD's کھل جائیں ہا سپلائز کی، بصورت دیگر اسکو بحث کیلئے منظور کیا جائے۔ اس پر مزید detail

تفصیلات جو بھی چاہے وہ دیں گے۔ اب بجائے اسکے کہ مسئلے کو حل کریں۔ دفاع پر چلے جاتے ہیں۔ بابا خدا کیلئے تمہیں مسئلہ درپیش ہے ابھی اسوقت۔ اسکا حل کس طرح، کیسے نکلتے ہو۔ کس طرح سے ڈھونڈتے ہو۔ میں نے تو کہا کہ میں نے sign کیا ہے۔ اور sign کرنے کے بعد ڈاکٹروں کے مطالبات تسلیم ہو گئے ہیں۔ پیرامید کس کے اب تک رہتے ہے۔ میں اکیلا بھی نہیں تھا۔ پانچ لوگ تھے۔ تو یہ کام ہوا ہوا ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ یعنی مطمئن نہیں ہیں؟ جی۔

قائد حزب اختلاف: وہ دو چیزیں ہیں۔ یا تو ہاؤس کے سامنے وہ تحریک التواء کو بحث کیلئے منظور کر لیں یا یقین دھانی کروائے کہ وہ ہڑتاں ختم کریں۔ انکے پاس جائیں وہ ان سے ہڑتاں ختم کروائیں۔ اور انکے مطالبات جو وہاں پڑے ہیں۔ اسکی یقین دھانی کرائیں کہ ہم اسکو۔ جیسے انکے پاس فائل ہے۔ اسکو منظور کریں۔ دو چیزیں ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی جعفر مندو خیل۔ (مداخلت۔ آوازیں) گیلو صاحب میں نے مائیک انہیں دیا ہے۔ جعفر مندو خیل صاحب بات کر رہے ہیں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر اعلیٰ ایکسائز اینڈ ٹریننگ سیشن اینڈ ٹرینپورٹ): میڈم پہلے تو میں یہ کہوں گا۔ ایک منٹ۔ میڈم میں یہ کہوں گا کہ اگر یہ بحث کیلئے منظور ہو گیا۔ اور ابھی آپ نے فوری تائم دیا ہے تو اس پر ہم بحث کریں۔

میڈم اسپیکر: نہیں یہ بھی تک بحث کیلئے منظور نہیں ہوئی۔

وزیر اعلیٰ ایکسائز اینڈ ٹرینپورٹ: تحریک التوا کے محرک ہے انہوں نے اپنا موقف پیش کر دیا ہے۔ میں گورنمنٹ کی طرف سے اسکی مخالفت کرتا ہوں کہ یہ فوری نوعیت کا واقع نہیں ہے۔ پانچ سال سے چلا آ رہا ہے۔ تو لہذا یہ تحریک التوانہیں بنتا ہے۔ بھر حال معزز رکن کا شکریہ جو انہوں نے قائد حزب اختلاف کا شکریہ جو انہوں نے گورنمنٹ کے نوٹس میں یہ لے آئے۔ انشاء اللہ چیف منستر جب آئیں گے۔ اسکے نوٹس میں ہم لے آئیں گے۔

میڈم اسپیکر: زیارت وال صاحب! منستر ہیلٹھ نے بھی کہا کہ چیف منستر نے یقین دھانی کرائی۔ اور مبرز بھی بیٹھے تھے۔ میں حکومتی موقف کو expain کر رہی ہوں۔ پھر آپ ذرا دیکھ لیں۔ ڈاکٹر رقیہ ہاشمی نے بھی بتا دی۔

قائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر!

میڈم اسپیکر: میں آپ سے question کر رہی ہوں نا۔ ایک منٹ آپ بات تو سن لیں ناں پوری۔۔۔ (مداخلت) آپ مجھے بات ہی نہیں کرنے دے رہے ہے۔ میری بات سن لیں۔ میں یہ کہہ رہی ہوں۔ کہ انکا یہ موقف آگیا۔ کیا آپ انکے موقف سے مطمئن ہے؟ میں صرف یہ پوچھ رہی ہوں آپ سے۔

قائد حزب اختلاف: میڈم اپسیکر! معزز رکن نے، منظر صاحب جعفر خان صاحب نے کہا۔ آپ نے تو سننا۔

میڈم اپسیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف: کہ یہ emergent نوعیت کا عامل نہیں ہے۔ OPD's بند ہیں ہاسپلنز کے۔ چار سال سے بند نہیں تھیں۔

میڈم اپسیکر: نہیں چار سال سے بند نہیں ہیں؟ ابھی دوبارہ بند ہوئے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: چار سال سے کوئی بند نہیں تھا۔ اگر اس طریقے سے چیزوں کو ڈیل کرتے ہیں تو یہ ہماری حیثیت اور صلاحیت کو۔ چھ دن ہوئے ہیں۔ ہفتہ ہوا ہے آپکی OPD's بند ہیں۔ ان کے حوالے سے ورنہ میں جو تحریک التوالے آیا ہوں۔ اگر وہ اس nature کا ہوتا تو میں پہلے سمجھ چکا ہوں اسکو کہ کس nature کی چیز کو آپ لاسکتے ہے۔ اب جو آپکی OPD's بند ہیں پورے صوبے میں تو کیا کرنا ہوگا؟ اس پر بات ہے۔

میڈم اپسیکر: زیارت وال صاحب! بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ OPD's ہیں۔ کیا انکو بند کرنی چاہیں؟ آپ مجھے بتائیں گے۔ اتنے انسانی زندگی کے مسئلے ہیں۔ انہوں نے ان OPD's کو بند کیا ہوا ہے۔ This is

very wrong

قائد حزب اختلاف: یہ ادھر ادھر کی میڈم ڈائے ورشن کر رہے ہیں۔ پھر میں اپنی تحریک التوارکھتا ہوں۔ ہمارے پاس تعداد بھی ہے۔ یہ بحث کیلئے منظور ہو جائیگا۔ پھر اسکے بعد اس پر بحث کریں گے۔ جو مخالفت کرتے ہیں وہ کریں۔ ہماری کسی کے مخالفت کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔

میر غلام دشمنگر بادینی: میڈم آپ ہمیں بھی سنیں۔

قائد حزب اختلاف: آپ تشریف رکھیں میں آپکو موقع دیتی ہوں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: ایک جو ہے صدر فضل الرحمن تھا۔ اور یہ ڈاکٹر یاسرا اور ڈاکٹر فرید تھے۔ یہ تینوں نام تینوں آگئے۔ میں بارہ بجے سے کھڑا تھا نے ساتھ۔ اور انہوں نے یہ وعدہ کیا کہ آپکے آنے تک ہم انتظار کریں گے۔ آپ انکو اپنے چیمبر میں بُلائیں۔ میڈم اپسیکر! آپ ان تینوں کو بُلائیں۔ ان سے کہہ دو کہ CM سے کیا بات ہوئی۔ تو میں نے خود انکو فون کیا کہ آپ آ جاؤ۔ جاتے ہوئے انکو بھایا۔ اور ان سے بات کی۔ ابھی زیارت وال صاحب کی بات صحیح ہے۔

میڈم اپسیکر: ابھی زمرک خان صاحب مجھے میرے خیال میں ایوان کی رائے لینی پڑی گی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: گورنمنٹ اس مسئلے کو amicably حل کر لیتا ہے تو اس میں بحث کی کوئی

ضرورت ہی نہیں ہے۔ میں ابھی، منشڑ صاحب بیٹھے ہوئے ہے۔ میر صاحب آپ ہیں۔ جعفر خان ہے۔ سینئر دوست بیٹھے ہیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ جی's OPD بند نہیں ہو گئی پھر ایمر جننسی نہیں ہے۔ اگر s'OPD بند ہو گئی تو پھر ایمر جننسی ہے۔ یہ گورنمنٹ اگر سمجھتا ہے کہ جی میں اسکو amicably حل کرتا ہوں تو ہم زیارت وال سے ریکووٹسٹ کرتے ہیں کہ وہ اس تحریک پر زور نہ دیں۔ اگر وہ کہتے ہے کہ بالکل تحریک ہی نہیں بتاتا ہے تو پھر۔۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: میں ویسے تو اسکو ایوان کے سامنے پیش کر سکتی ہوں۔ لیکن میں بار بار اسی لیئے کہہ رہی ہوں کہ یہ صورتحال جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ بڑی ایک افسر دہ صورتحال ہے کہ ہم جو ہے انسانی جانوں کیلئے جو ہے۔۔۔۔۔ وہ ہمارے لیئے سب سے اہم ہے۔ اور اتنی sensitive شعبے میں جو ہے striks نہیں ہونی چاہئیں۔ بائیکاٹ نہیں ہونا چاہیے۔ آپ اپنا مطالبہ رکھیں۔ اور اسکے بعد ہماری حکومت نے جو بھی decision لیا ہے یا لینی ہے۔ وہ ہمیلتھ منظر بتائیں گے۔ منشڑ صاحب آپ بتائیں گے۔ منشڑ صاحب! آپ بتائیں کہ کیا strike ابھی تک

continue ہے؟

وزیر صحت: میڈم! کل جب ان سے بات ہو گئی تو انہوں نے خود agree کیا ہے کہ اسکو ختم کریں گے۔

میڈم اسپیکر: ختم کریں گے۔ لیکن کیا ختم ہے؟ آج کا آپ بتائیں s'OPD کھلی تھیں؟ strik تو نہیں ہے تو ٹھیک ہے۔

وزیر صحت: اصل میں issue یہ ہے کہ authority CM جو ہے وہ CM تک CM واپس نہیں آتے تو اس کا حل کوئی بھی نہیں ہے۔ اگر وہ strik پر بیٹھتے ہیں بھی تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں اب ہم بات strike کی ابھی نہیں کر رہے ہیں۔ ابھی strike کا آپ نے کہا، زمرک خان نے بھی کہا strike نہیں ہے۔ اب میں آپ سے یہ کہہ رہی ہوں کیا آپ یہ تسلی زیارت وال صاحب کو دے رہے ہے کہ یہ تحریک اتنا واپس لے لیں کہ وہ آپ یقین دہانی کر رہے ہیں کہ یہ مسئلہ حل ہو جائیگا اسی ایک صاحب کے واپسی پر؟

وزیر صحت: ہم تو یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ تحریک واپس لی جائے۔ تاکہ۔۔۔۔۔

قائد حزب اختلاف: اگر s'OPD بند ہیں تو اس کا نوٹس لیا جائے۔ کیا کرنا ہے اس کیلئے۔ اگر s'OPD بند نہیں پھر ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے میڈم!۔ مطلب لوگ۔۔۔ کر رہے ہیں۔۔۔ (آوازیں) اگر s'OPD بند ہیں تو اس کا کوئی حل نکالو۔ باقی جس طریقے سے کرتے ہو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: مطلب آپ یہ کہہ رہے ہے کہ صرف s'OPD بند نہیں ہونی چاہیے۔ وہ کھلی ہو تو آپ اپنی تحریک

التو اواپس لیتے ہیں۔ otherwise جو میں مسئلہ ہے ۔۔۔ (مداخلت۔ آوازیں) زیارت وال صاحب آپ یہ Question کر کے میرے دو معزز ممبر بات کر لیں پھر اسکے بعد آپ اس پر extend کر لیں۔ جی و تغیر بادینی صاحب۔

قائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر! منظر آیا ہے بیٹھا ہے۔ آج سول ہفتاں میں، کوئنہ کے سرکاری ہپتا لوں میں s'OPD بند تھیں یا بائیکاٹ پر تھے؟ اگر بائیکاٹ پر تھے تو یہ اطلاع کم از کم انکے پاس ہونی چاہیے۔ معاملے کو تو اس طریقے سے نہیں لینا چاہیے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا پوائنٹ آگیا۔ زیارت وال صاحب آپ تشریف رکھیں۔ بادینی صاحب please آپ بات کریں۔

میر غلام دشمن بادینی: ابھی میڈم! سی ایم صاحب، زیارت وال صاحب کو معلوم ہے کہ سی ایم صاحب اسلام آباد سے آئے۔ میرے خیال میں واپس کل ہی چلے گئے۔ ایک ہی دن رہے ہیں۔ اس اہم issue پر میرے خیال میں جو ہیاتھ کا جو ہے اس پر ہمیں سیاست کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ میدان بہت ہے ہم وہاں کر سکتے ہیں۔ چوکوں پر کر سکتے ہیں۔ ابھی مسئلہ ہے۔ جب تک منظر ہیاتھ بیٹھے ہوئے ہیں میں آپکو گارٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ منظر ہیاتھ کو آپ لے جائیں۔ اگر وہ کہیں گے ہم سی ایم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ جب سی ایم صاحب موجود نہیں ہے تو پھر ہم کیوں اس مسئلے کو چھیڑیں؟ بیٹھ آپکا تحریک اتو ہے دو، چاروں کے بعد اگر یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا آپ اسکو واپس پیش کر سکتے ہیں۔ شاید ہم آپ کو سپورٹ کریں۔ ابھی میڈم! سی ایم صاحب out of station ہیں۔ اس مسئلے کو آپ اسی طرح رہنے دیں میرے خیال میں۔ جب تک وہ آجائیں۔ آپکا پوائنٹ آگیا بادینی صاحب! (مداخلت۔ آوازیں)

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: اس میں خرابی کیا ہے؟ ہم تو آپکو راستہ دے رہے ہیں بھائی۔ کوئی سیاست نہیں کر رہے ہیں یا۔ سمجھتے نہیں ہوتا اور بات ہے۔

میڈم اسپیکر: آغا صاحب بات کریں گے گلیو صاحب۔

میر محمد عاصم کردو گیلو: مجھے یاد پڑتا ہے اسی نائم بیگ ڈاکٹر زمیرے پاس بھی آئے جی ہاں۔ وہ ڈاکٹر مالک بھی مسئلے کو حل کرنا چاہتے تھے۔ مگر زیارت وال اس میں رکاوٹ بننے ہوئے ہیں جو بیگ ڈاکٹر ز نے مجھے کہا۔ ابھی آج ہی یہ تحریک اتوالے کر آئے ہیں۔

میڈم اسپیکر: گلیو صاحب! آپ یقین دہانی کر رہے ہیں کہ آپ کی گورنمنٹ یہ مسئلہ حل کر دیگی۔

جناب طاہر محمود (وزیر تعلیم): آغا صاحب! آپ please طاہر محمود صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم یقین دہانی کراہ ہے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ اس مسئلے کو حل کریگی۔ آغارا صاحب اس پربات کریں گے۔ بھائی گورنمنٹ کی طرف سے یقین دہانی ہوئی۔ otherwise have the go for the تحریک التوا۔ اب میں counting پر جاؤ گی۔

آغا سید محمد رضا: حکومت اس سلسلے کو، اس مسئلے کو بہت surious لے رہی ہے۔ اور یہ ایک صاحب بذات خود۔ اور جیسے کہ ابھی انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ کو بات کرنی چاہیے۔ already ہماری بات ہو چکی ہے اور ہو چکی رہی ہے۔ اور میں اس ہاؤس کو یقین دہانی کرتا ہوں کہ انشاء اللہ بہت جلد ہی ہم اس مسئلے کو حل کرانے میں کامیاب ہونگے۔ اور جہاں تک OPD's کا تعلق ہے۔ وہ چل رہی ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی زیارت وال صاحب ابھی آپ یقین دہانی سے مطمئن ہیں؟

قاائد حزب اختلاف: next جب اجلاس ہوگا اسوقت تک اگر یہ مسئلہ انہوں نے حل کیا۔ OPD's کھل گئے تو یہ تحریک التوانیں ہے۔

میڈم اسپیکر: وہ منستر ہیلٹھ تو کہہ رہے کہ OPD's کھلی ہوئی ہیں۔

قاائد حزب اختلاف: میڈم! وہ یقین سے یہ بات نہیں کر رہا کہ OPD's کھل گئے ہیں۔ ٹھیک ہے پھر واپس لا سیں گے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں۔ اگر OPD's کھل گئے ہیں۔ کام شروع ہو گیا تو بس ہم اب withdraw ہیں۔ اگر کام شروع نہیں ہوتا پھر واپس لے آئیں گے۔

میڈم اسپیکر: زیارت وال صاحب! آپ پھر مجھے راستہ بتائیں کہ میں نے، اب تحریک التوا کو ووٹنگ کیلئے لا اؤں گی کہ آج کیلئے منظور کیا جائے یا نام منظور کیا جائے بحث کیلئے۔ مجھے تو کرنا پڑے گا۔ کیونکہ آپ پیش کر چکے ہیں۔ آپ نہ اپنی تحریک واپس لے رہے ہیں، نہ counting کیلئے چھوڑ رہے ہیں۔ تو کیسے کریں گے اسکو؟

قاائد حزب اختلاف: میڈم! میں نے آپ کو کہا کہ جعفر خان صاحب انہوں نے کہا کہ مسئلہ یہ ہے کہ یہ پر انا مسئلہ ہے۔ لہذا بتاہی نہیں ہے۔ میں نے انکو جواب دیدیا کہ OPD's emergent نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اب بات یہ ہے اگر OPD's کھل جاتی ہیں۔ یا کھلے ہیں تو اس تحریک التوا کو ہم واپس لے لیتے ہیں۔ اگر نہیں کھلے ہیں تو next session میں اس پر بحث کریں گے۔ اور اسکو منظور کریں گے اسکو آگے لے جائیں گے۔

میڈم اسپیکر: میں تو صحیح ہوں کہ سب سے پہلے تو میں رولنگ دیتی ہوں کہ آپ منستر ہیلٹھ! آپ کیلئے یہ ہے

کہ سب سے پہلے تو OPDs بند ہونی نہیں چاہئیں۔ آپ اُنکے خلاف کارروائی کریں جو OPDs بند کر رہے ہیں۔ ہمارے مریض جو ہیں دشواری کا شکار ہیں۔ یہ ایک بہت serious مسئلہ ہے۔ انسانی جانوں پر ہم یہ نہیں برداشت کر سکتے کہ OPDs بند ہوں۔ اور دُور دُور سے پورے بلوچستان سے مریض آتے ہیں ادھر کوئی نہیں۔ ایک تو سب سے پہلے آپ آج ensure کریں میرے چینبیر میں آ کریا Meanwhile ابھی جا کر آپ اپنے یکٹری سے ensure کریں کہ Either OPD's are open or not? یہ آپ ابھی وہ کریں۔ اس پر پھر میں بات کرتی ہوں جب تک۔ میں زیارت وال صاحب insure کروالیتے ہیں۔ اسکے بعد ہم اس پر دیکھ لیتے ہیں کہ کیا ہے۔ اسکو فی الحال pending رکھ دیتی ہوں میں۔ آگے چلتے ہیں ہم اس پر۔ جی ڈاکٹر حامد اچخزی صاحب۔ ڈاکٹر حامد خان اچخزی: وہ ہمارا اظہارِ کھوسہ صاحب، معززِ رکن اسمبلی کے، وہ جیل کی مشکلات برداشت کر کے شاید اس میں بھی اسکے ووٹ کے پیچھے کوئی factors تھے۔ تو وہ بیچارہ جیل سے رہا ہو کر آیا ہے۔ اسکو welcome کرتے ہیں۔ آپ بھی اسکو welcome کریں۔

میڈم اپیکر: فی الحال جی تشریف رکھیں۔ آپکا welcome ہو گیا۔ جی بابت صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

جناب عبداللہ جان بابت: شکریہ محترمہ اپیکر صاحبہ! یہ گزشتہ دنوں منظور پیشتوں جو کہ تحفظ پیشتوں مومونٹ کے سربراہ ہیں۔ انہوں نے یہ تحریک تقریباً 2014ء سے شروع کی تھی۔ جو پیشتوں عوام پر جو ظلم و زیادتیاں ہو رہی تھیں، اُنکے گھروں کو مسامار کیا۔ اُنکے علاقوں میں مائنگ کی گئی۔ تو اس پر منظور پیشتوں جب نقیب اللہ محسود کا واقعہ ہوا۔ تو پھر یہ اسلام آباد میں ایک دھرنا ہوا۔ پھر اسکے بعد وزیرِ اعظم اور دوسرے لوگوں کی یقین دہانی پر ایک مہینے کیلئے انہوں نے اسلام آباد سے دھرنا ختم کیا تو منظور پیشتوں چونکہ ہمارے اس پیشتوں بلوج صوبے میں بھی حالات اس طرح کے تھے کہ ہر جگہ چینیں۔ ہر جگہ لوگوں کے شناختی کا رڑا اور عوام کے جو مسائل تھے۔ تو وہ اس سلسلہ میں یہاں کے نوجوانوں نے انکو دعوت دی تھی منظور پیشتوں یہاں ہمارے صوبے میں آجائیں۔ تو جب منظور پیشتوں ڈیرہ اسماعیل خان سے روانہ ہوئے تو وہاں "درازندی" میں پھر شیر اُنی علاقہ جو ہمارے صوبے کا حصہ ہے وہاں رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ یہاں سے لوگ آرہے تھے جلسوں میں، انکو روکا کیا۔ تو انہوں نے بہت کامیاب جلوس جو شیر اُنی ضلع میں کیا۔ اسکے بعد ضلع ژوب میں انہوں نے ایک جلسہ کیا۔ تو اُس میں ہمارے وہاں کے تمام لوگ، وہاں لوگوں نے بہت زیادہ تعداد میں جلسوں میں شرکت کی۔ پھر اسکے بعد قلعہ سیف اللہ، جس میں نواب صاحب تھا۔ میں تھا۔ عارف تھی۔ یہم سب کے تھے۔ اسکے علاوہ وہاں کے تمام عوام۔ یعنی قلعہ سیف اللہ کی تاریخ کا بہت بڑا جلسہ تھا۔ پھر وہاں سے ہوتے ہوئے

خانوزی، خانوزی ضلع پشین میں جلسہ ہوا۔ پھر جو کوئٹہ کا جلسہ ہے۔ شاید کوئٹہ کی تاریخ میں جو تعلیم یافتہ لوگوں کا جو خود اپنی مرضی سے آئے تھے۔ یعنی اس سے پہلے بھی جلسے ہوئے ہوئے ہماری پارٹی کی۔ اور دوسری پارٹیوں کے بھی جلسے ہوئے۔ مگر جو جلسہ کوئٹہ میں غالباً 11 تاریخ کو تھا۔ وہ کوئٹہ کی تاریخ میں ایک بہت بڑا جلسہ تھا۔ تو اس جلسے میں کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ اس جلسے میں لوگوں نے کوئی غلط بات کی ہے۔ اس جلسے میں ہمارے جمہوری حقوق کیلئے پشتو نوں کی حقوق کیلئے۔ اس جلسے میں ہزارہ قوم کے لوگ بھی شامل تھے۔ بلوچ جوان بھی اس جلسے میں آ کر شامل ہوئے تھے۔ تو ایک بہت بڑا جلسہ تھا۔ سیاسی پارٹیاں بھی تھیں۔ مگر کل کے اخباروں میں اور آج کے اخباروں میں کچھ اس طرح کے مقدمات بنائے گئے ہیں سیاسی لوگوں کے خلاف۔ یہ مقدمات تو ہمارے اوپر چالیس سال سے بن رہے ہیں۔ پھر اس سے پہلے ہمارے اکابرین پر بھی مقدمے بننے ہیں۔ تو اسکا ہمیں کوئی ایسا خاص نہیں ہے۔ مگر یہ جورو یہ اپنایا گیا ہے۔ جبکہ جمہوریت کیلئے عوام کے جلسے۔ ابھی اس ملک میں تو آمریت نہیں ہے۔ اس ملک میں تو جمہوریت ہے۔ ایک جمہوری راستے کو اگر ہم اپنا نہیں اور اس راستے کو بھی اگر کوئی روکے تو یہ تو غلط کام ہے۔

میڈم اسپیکر: please point پر آ جائیں، آپ تقریبیں کر سکتے۔ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب عبداللہ جان بابت: ہاں تو ہمیں یہ کہتا ہوں کہ ہم اس رویہ کے۔ یہاں ہمارے خلاف مقدمے بننے ہیں سب لوگوں پر۔ تو ہم اسکی بہت مذمت کرتے ہیں۔ اور یہ تحریک ایسی نہیں رکے گی۔ انکی یہ خام خیالی ہے کہ پشتو نوں عوام اپنے جمہوری حق سے دستبردار ہونگے۔ اگر یہ جمہوری راستہ روکا گیا۔ یہ ایک سیالاب ہے۔ یہ ایسا نہیں ہے کہ منظور، منظور۔ یہ ایسے لوگ بولتے ہیں کہ یہ کہہ سے آیا؟ یہ کہہ رکھنے والے آسمان سے نہیں آیا۔ یہ یہاں کے تمام جوان، یہاں کی قوم اور یہ ہمارا سب کا نعرہ ہے۔ میں برملائے کہتا ہوں۔ اسمبلی کے فلور پر کہتا ہوں کہ منظور کی آواز صرف منظور کی آواز نہیں ہے۔ اسے منظور کی آواز نہ سمجھا جائے۔ منظور ایک غریب آدمی ہے۔ اس طرح کا رو یہ یہ نہیں ہے کہ وہ دوسرے محبت وطن ہیں۔ ہم ملک دشمن ہیں۔ ہمیشہ سے کہ ”یہ ملک دشمن ہے۔ یہ ملک کو تھوڑا ہے ہیں۔ یہ فلاں کر رہے ہیں“۔ یہ کہہ سے ملک کے مالک بننے ہیں۔

میڈم اسپیکر: بابت صاحب امیں آپ سے کہہ رہی ہوں آپ اس پر speech نہیں کر سکتے۔ آپ اس کیلئے اگر کوئی اور راستہ اپنا نہیں۔ اس پوائنٹ پر۔

جناب عبداللہ جان بابت: نہیں اس پر ہم بولیں گے۔ اور ہر دن بولیں گے۔

میڈم اسپیکر: بولیں آپ۔ لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر اتنا نہیں بول سکتے۔

جناب عبداللہ جان بابت: یہ ہمارا حق ہے۔ یہ اسمبلی ہے۔ اس اسمبلی میں ہم اپنے عوام کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں۔ اپنے لوگوں کو یہ پیغام چاہتے ہیں کہ بھائی پشتو نوں کے ساتھ ظلم ہورہا ہے۔ پشتوں کا نام آج اس طرح بن چکا ہے کہ جا کر بس میں پچاس لوگ بیٹھے ہوتے ہیں۔ پہلے تو یہ کہتے کہ بس میں جا کر تلاشی لیتے تھے کہ بھائی ادھر کون ہے؟ ابھی تو صرف یہ کہتے ہیں کہ بس میں کوئی پٹھان؟ یہ ہٹک ہماری خواتین کی۔ ہمارے لوگوں کا۔ ہمارے مائز کا۔ ہمارے تمام چیزوں پر قبضہ ہو رہا ہے۔ دیکھو! اس حکومت نے۔ یہ ڈاکٹر مالک نے۔ اس وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ بھائی یہ جو مائز ہے یہ وہاں کی عوام کا ہے۔ یہاں کسی کا حق نہیں ہے۔ لیکن ڈاکٹر مالک جو جمہوری وزیر اعلیٰ تھا۔ اس اسمبلی کا وزیر اعلیٰ تھا۔ اس ڈاکٹر مالک کا حکم نہیں مانا گیا۔ یہی عدالت ہے کہ ہم اپنے اسمبلیز میں بات کریں اور لوگ اس طرح ہمیں کوئی یہ نہ کہے کہ ادھر کوئی گھبرا جائیگا۔ راستے بہت ہیں۔ اتنے راستے ہیں ہمارے ساتھ۔ ہمارے ساتھ ایسے آپشن ہیں کہ ہم اگر وہ آپشن۔ دیکھو! ہمیں دوسرے آپشن پر کوئی نہیں مجبور کرے۔ انکا یہ خیال ہے۔ آج کہتے ہیں، بس آئندہ یہ آدمی آئے گا۔ میرا یہ میں پسند آیا گا۔ یہ اسمبلی ایسی نہیں چلے گی۔ اس طرح سے یہ بھکاؤ مال نہیں سمجھیں۔ ہم نے اپنی قوم کیلئے۔ اپنے وطن کیلئے ہم نے یہاں سیاست کی ہے۔ ہم نے اسٹوڈنس لائف سے لیکر ہماری پارٹی، ہمارے کارکن۔ ہم نے قربانیاں دی ہیں۔ آپ لوگ کہتے ہیں ”نہیں، غلط طریقے سے لوگوں کو ملتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: آپکا پوائنٹ آگیا please۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب عبداللہ جان بابت: ادھر سینٹ کی بات ہو گی۔ آج جو حاصل برجنو نے کہا ہے۔ میں حاصل برجنو کی حمایت کرتا ہوں۔ اُس نے کہا ہے کہ XXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX۔ آج یہ ثابت ہو گا کہ کون XXXX-XXXXXX-XXXXXX۔

میڈم اسپیکر: غیر پارلیمانی الفاظ کا رواوی سے حذف کیتے جائیں۔ XXXXXX آپ تشریف رکھیں۔ آپ تقریر نہیں کر سکتے۔

جناب عبداللہ جان بابت: اپنے ضمیر کے مطابق ووٹ نہیں دیا ہے، اپنے ضمیر کو بیجا ہے، آج یہ ثابت ہو گا کہ کون ضمیر بیپتا ہے اور کون اپنے ضمیر کیلئے لڑتا ہے، ہمیں لڑنا بھی آتا ہے، ہمیں کمزور کوئی نہ سمجھے ہمیں ہلاکر کوئی نہیں بولا سکتا ہے، ہم نے اپنے قوم کیلئے اپنے تاریخ کیلئے، اپنے وطن کیلئے ہم نے یا یہاں سے کہتا ہوں، فتم کھا کر کہتا ہوں

بحکم میڈم اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ XXXX-XXXXXX-XXXXXX کا رواوی سے حذف کیتے گئے۔

کہ اس زندگی سے موت بہتر ہے، آج بھی وزیرستان میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ یا اللہ قیامت لا وَ جو لوگ قیامت کیلئے ترس رہے ہیں قیامت معنی موت، قیامت معنی آگ، قیامت معنی حساب، آج لوگ قیامت مانگ رہے ہیں اور لوگ

نہیں سمجھ رہے ہیں کہ بھائی! یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں، آج ہماری بات پر لوگ ہنستے ہیں آج ہماری باتوں کو لوگ نہیں سنتے ہیں، کہتے ہیں کہ بھائی بابت غلط ہے۔ پشتو نخوا غلط ہے۔ قومی تحریک غلط ہے۔ تو میں آج آواز سے کہتا ہوں سب لوگ سنیں منظور پشتوں زندہ باد۔ میں اس بات پر کبھی بھی compromise نہیں کروں گا۔ جو بھی یہ کہتا ہے کہ منظور کا نام نہیں لے لو۔ منظور کا نام ہر پشتوں کا آواز بن چکا ہے، بڑی مہربانی۔

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: شکر یہ میڈم! گزشتہ دنوں میں ہمارے بہت اچھے ساتھی کا مریض جام ساقی کا انتقال ہو گیا تھا، جنہوں نے اپنی تمام زندگی یہاں جا بروں کے خلاف گزاری، مارشل لاوں کو face کیا۔ اور لمبی جیلیں کاٹیں، اور اُس نے پارلیمنٹ کی بالادستی اور عدالیہ کی آزادی کیلئے اور جمہوریت کیلئے سب کچھ کیا۔ میں اپنی پارٹی کی طرف سے جام ساقی کی عظیم قربانیوں کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور ان کو سرخ سلام پیش کرتا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر جمہوریت پسند کی ذمہ داری ہے کہ وہ پارلیمنٹ کی دفاع کیلئے اور آئین کی دفاع کیلئے اور یہاں مظلوم اور مکحوم طبقات اور قوموں کیلئے جام ساقی جیسا نذر اور قربانی دینے والی جدوجہد کریں۔ شکر یہ میڈم۔

میڈم اسپیکر: جی زیارت وال صاحب! ابھی please مجھے اچنڈا اچلانے دیں۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال: میڈم اسپیکر! میں دو فقروں میں اس بات کو رکھنا چاہتا ہوں، بات یہ ہے کہ جو ایف آئی آر کلیئے ہیں کہ فلاں کے خلاف اُنہوں نے تقریریں کی ہیں۔ اصل میں بات یہ ہے، میرے خیال میں اسفندیار ولی صاحب پہلے اپنے تقریر میں کہہ چکے تھے۔ پھر اُس کے بعد مولانا فضل الرحمن صاحب، محمود خان تو مسلسل یہ کہتے رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جب فیصلے سیاست کے، سیاست کے فیصلے کئے جاتے ہیں اور سیاست کے خلاف فیصلے کئے جاتے ہیں، سیاسی لوگوں کی خلاف فیصلے کئے جاتے ہیں، پھر اداروں پر تقيید ہو گی میڈم اسپیکر! مسئلہ بنیادوں طور پر یہ ہے کہ ایک نوجوان کو ماورائے آئین اور قانون قتل کیا گیا ہے اور اُس کا قتل ہے وہ راؤ انور ہے، اور وہ پولیس کا آفیسر ہے۔ اُس پولیس آفیسر کو جس نے چھپایا ہے، وہ پولیس آفیسر گرفتار نہیں ہو رہا ہے۔ اور اُس کے ساتھ ساتھ وزیرستان سے، سوات سے لوگوں کو اُتارنا، لانا میدانوں میں، کیمپوں میں، ٹینٹ میں، گرمیوں میں ان کو وہاں وہ کرنا۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ جو معاملہ ہے پھر خصوصاً ہمارے خلاف پورے ملک میں، اس کے لئے آواز اٹھانا، یا تو اس کا خاتمه ہو، میں صرف اتنا کہتا ہوں وہاں بھی میں نے یہ کہا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 7 سے لیکے 28 تک انسانی حقوق ہیں، اور ہمارے خلاف، پشتوں کے خلاف پورے ملک میں انسانی حقوق کی آئین پاکستان کی خلاف ورزی violation ہو رہی ہے۔ اور ہمارے خلاف تمام ادارے لگے ہوئے ہیں۔ کسی کو کہیں نہیں چھوڑا جا رہا ہے تو ایسے

صورتحال میں لوگ تقریر بھی کریں گے، لوگ اپنی باتیں بھی رکھیں گے اور اگر ان کو response نہیں کیا گیا response یہ ہے کہ ہم FIR کرتے ہیں تو آج دن میں ہائی کورٹ میں دوستوں کو منسٹر ز تھے، زمرک صاحب تھے، میں نے ان کو کہا کہ وزیر اعلیٰ سے بات کی جائے اور ان FIR کو withdraw کیا جائے اور withdraw نہ کرنے کی صورت میں یہ جو FIR ہے پھر خصوصاً سیاسی لوگوں کے خلاف ہیں، تمام پارٹیاں اُس میں موجود تھیں، جمعیت علماء نظریاتی وہاں تھا، عوامی نیشنل پارٹی، پشتو نخواہ ملی عوامی پارٹی، بی این پی، بہت سے پارٹیوں کے دوست وہاں تھے، انہیں تاجر جان۔ آپ نے سب کے خلاف FIR کر دیا کہ منہ بند رکھو۔ منہ بند نہیں رکھیں گے اپنے حقوق کیلئے آواز بلند کریں گے اور آئین پاکستان کے تحت ہم جائیں گے، ایسی کوئی violaiton نہیں کریں گے جس سے آئین اور قوانین، لاء اور روائز متنازع ہوں۔ لیکن اگر آپ مجبور کر رہے ہیں اور اُس آدمی کو چھپا رہے ہیں اور ایک آدمی کیلئے، خدا کیلئے یہاں انہوں نے بات کی۔ میں نے کہا، بابا میں خود اسمبلی کا ممبر ہوں، جب یہ بات آجائی ہے تو میں شرم سے نیچے دیکھنا شروع کرتا ہوں۔ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا ہے لیکن چونکہ اسمبلی ممبر ہوں اور سو مرد خود کہتا ہے، اور اُس کے ٹائپ ٹیلفون موجود ہیں، کہ اتنے لوگ اور عدم اعتماد میں شریک ہو جاؤ، نہیں کرو۔ بابا خدا کیلئے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے، آپ نے کہا کہ دو جملوں میں کہونا۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال: زمرک یہ ٹائپ پڑے ہوئے ہیں میں آپ کو بتا تا ہوں یہ ٹائپ آپ سن لینے کے اپنے کانوں سے کہ سو مرد کیا کہتا ہے، اور سو مرد نے سینٹ کے ایکشن میں حاصل بننجو صاحب کو جو غصہ تھا، سینٹ کے ایکشن میں کہا ہے کہ مجھے ایک دن پہلے پر لیں کافرنس کی کہ ہمارے پاس 57 دوٹ ہیں اور ہم کہہ رہے ہے تھے جو اتحادی تھے، ہم کہہ رہے ہے تھے کہ ہمارے پاس اتنے ہیں اور ان کا حساب ٹھیک نکلا اور ہمارا حساب غلط نکلا۔ تو سو مرد کا اس صوبے میں کون تھے، اور سو مرد کا خیر پختوا میں کون تھا، تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ چیزیں ہو گئی اور ان کی روک تھام نہیں ہو گی۔

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب! آپ اس موضوع کو بار بار نہ چھیڑیں ٹھیک ہے آپ کا پوانت آگیا۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال: پھر اس قسم کے آوازیں اٹھیں گے اور پھر یہ آوازیں سننے بھی چاہئیں اور ان آوازوں پر دھیان بھی دینی چاہیے اور ان آوازوں کو ختم کرنے کیلئے آپ smooth آئین اور قانون پر جائیں اور آئین اور قانون کی حکمرانی قائم کریں، پارلیمنٹ کو اپنی حیثیت دے دیں اور اُس میں اس قسم کی مداخلت نہ کریں اور یہاں کے بارے میں آپ کا زرداری صاحب نے خود کہا کہ میں نے وہاں گورنمنٹ ختم کی ہے۔ Who is Zardari? اُس نے کیوں ختم کی ہے، وہ کیسا جمہوری آدمی ہے کہ وہ صوبے کی گورنمنٹ ختم کرتا ہے، کس بنیاد پر

ختم کر رہا ہے میڈم اسپیکر! یہ ایسی چیزیں ہیں ہم جتنا بھی چھپ کے بیٹھے ہیں لیکن آپ لوگ ان چیزوں کو جب چھپیرتے ہیں تو چھپیر نے کی معنی یہ ہے کہ پہلے یہ کام کیا ہے اٹا چور کو توال کوڈا نئے۔ بابا کو توال کو نہیں ڈانٹو چور کے پچھے جاؤ، چور بھی معلوم ہے، راستا بھی معلوم ہے، سب کچھ معلوم ہے۔ تو باہت جو بات کر رہا ہے یا دوسرے دوست بات کر رہا ہے ہیں اس طرح کے صورت حال میں یہ کہیں پر بھی اس طریقے سے نہیں ہے اس کو سنبھالنا چاہیے، عقل کے ناخن لینے چاہیے اور پاکستان بہت سے مشکلات میں گھرا ہوا ہے، آئینی بحران ہے، سیاسی بحران ہے، معاشی بحران ہے اور اُس کے علاوہ اندر و فی طور پر جو خلفشار ہے، اُس کو روکنے کیلئے جو راستہ ہے وہ راستہ اپنایا جائے، تاکہ یہ مسائل اور ان کا حل ہو۔

میڈم اسپیکر: میں معزز ارکین اسمبلی کی آگاہی کیلئے بتانا چاہتی ہوں کہ اسمبلی میں کسی بھی معاملے کی بابت اگر آپ کوئی public importacne کا وہ لانا چاہتے ہیں تو اُس کے لئے رولز بن چکے ہیں، call attention notice ہے، آپ اپنی بات کر سکتے ہیں، اسمبلی کو ایجنسی کے مطابق چلانے کے بعد، اب ایک معزز ممبر کھڑا ہوتا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں پھر بھی اجازت دیتے کی۔ پھر وہ اتنی لمبی تقریر کرتے ہیں تو باقی متاثر ہوتے ہیں ہمارے اسمبلی کے بھی۔ تو پلیز میری آپ لوگوں سے گزارش ہے آپ لوگ بڑے سینئر ممبرز ہیں کہ آپ بغیر قواعد کے نہیں بولیں۔ میں آپ کو بار بار کہہ رہی ہوں ہمارا ایجنسی امتاثر ہو رہا ہے۔ اس میں بڑا مبارکباد ہے جس پر ہمیں بات کرنے کی ضرورت ہے، آپ بولیں، ضرور بولیں اُس کے لئے موقع دوں گی۔ tools بھی موجود ہیں آپ اُسی کے تحت چلیں۔ جی زمرک خان۔

انجینئر زمرک خان اچکنڈی: پہلے بھی میں نے بات کرنے کی کوشش کی آپ نے کہا میں رولز کے مطابق چلارہی ہوں، میں بیٹھ گیا۔ پھر درمیان میں دو، تین دوستوں نے بات کی۔ اس میں بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ مجھے بھی تھوڑا اسان لیں۔ جس طرح بابت لالانے بات کی، کچھ باقی صحیح ہیں بالکل میں کہتا ہوں کہ منظور اگر یہاں اٹھتا ہے اور نقیب محسود کو کس بیدردی سے قتل کرتے ہیں اور پورے پاکستان میں پشتوں قبائل یا پشتوں قوم میں ایک احساس محرومی پیدا ہو گئی ہے کہ ہمارے ساتھ یہ ظلم کیوں ہو رہا ہے گورنمنٹ کو چاہیے اگر شارجہ سے کسی کو پکڑ کے ایک لڑکی کی قتل کرتا ہے، جو ظلم ہوا ہے، اُس کو لا سکتے ہیں تو کم از کم یہ تو بتا دیں کہ ہے کہاں راؤ انور انکو اسلام آباد میں دھرنے دیئے گئے، ساری جتنی بھی پشتوں لیڈر شپ تھی جہاں بھی تھی وہ پہنچ گئی، بلوج لیڈر شپ بھی گئی، پنجاب لیڈر شپ بھی گئی کہ آپ صحیح احتجاج کر رہے ہیں۔ لیکن یہاں جب وہ آتے ہوئے یہاں جو FIR درج کی گئی مجھے زیارت وال صاحب نے بتایا، بالکل یہ غلط ہے، یہ جمہوری ملک ہے، ہماری ہر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی بات کرے، جن کے

ساتھ ٹلم ہو رہا ہے وہ آواز اٹھائیں، اور ان ٹلم کے خلاف کارروائی کی جائے۔ جب نہیں ہوتا ہے تو پھر عوام اکھٹے ہوتا ہے اور ایک انقلاب بن جاتا ہے۔ اور اسی طرح ایک پورا سسٹم چلا پشاور سے اسلام آباد سے اور بہاں کوئی تک پہنچ گیا، اور ہر ایک لیڈر نے اور ہر ایک کارکن نے اپنی رائے دی اور وہاں بات کی اور اُس کے خلاف اگر ایف آئی آر درج ہوتی ہے یہ تو غلط ہے۔ کس بنیاد پر درج کرتے ہیں۔ یا ان قاتلوں کو گرفتار کیا جائے یہ دھرنہ ہی ختم ہو جائیگا۔ ان کو سزا دی جائے آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ میں نے زیارت وال صاحب کو کہا ہے کہیں کسی ایم آئینے ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں، اس FIR کو ختم کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: میں ابھی حکومتی موقف لوں گی اس کے اوپر۔ کیونکہ ہمارے کافی ممبرز ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی: دوسری بات، یہ جو یمنٹ کے خواല سے بات ہو رہی ہے، اس کی میں مخالف اس لئے کرتا ہوں کہ اگر کوئی انسان جاتا ہے، جس طرح ووٹ خود کا سٹ کرتا ہے، یہاں سو مرد کوں ہے، سو مرد بات کرتا ہے یا زرداری صاحب بات کرتا ہے جنکا کوئی نمائندگی نہیں ہے اُن کو ہم کوئی اہمیت نہیں دیتے ہیں، چاہے کوئی انسان ہماری اُس پارلیمنٹ کو خراب کرنے یا اُس پر داغ لگانے کی کوشش کرتا ہے، ہم اُن کی مذمت کرتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی کہتا ہے کہ جمہوری اور غیر جمہوری، کوئی بکتا ہے کوئی ووٹ بیچتا ہے کوئی ضمیر بیچتا ہے اُن کے ثبوت پیش کرو۔ ہمیشہ یہاں کہتا رہتا ہوں کہ جی کر پیش ہو رہا ہے، چوری ہو رہی ہے اور ایک سسٹم چل رہا ہے، یہ تو باقاعدے نہیں ہوتا ہے، اُن کی ہم مخالفت کریں گے ہم خود اپنے ضمیر کے مطابق ہم نے فیصلہ کیا ہے، جو بھی ہم ووٹ استعمال کرتے ہیں ہم نے پہلے بھی کیا ہے آج بھی کیا ہے، جو بھی کیا ہے، ایک جمہوری عمل چلتا ہے اگر اُس پر میسے استعمال ہوتا ہے اور کس طرح ہوتا ہے اُنکی روک قائم کرو۔ کوئی طریقہ کار آپ لوگ نکالو۔ کیا سسٹم نکالتے ہو۔ لیکن ایک اسمبلی میں جب ووٹ ڈالتا ہے چاہے وہ میسے کے through ہوتا ہے، چاہے وہ ضمیر کے through ہوتا ہے وہ انسان اپنا ووٹ دیتا ہے اُس انسان کو آپ کس طرح پکڑتے ہو۔ وہ کہتا ہے کہ میرا ضمیر مطمئن ہے، میں اس آدمی کو ووٹ دیتا ہوں آپ کس طرح اُس کو غیر آئینی عمل کہہ سکتے ہو۔ جب آپ کی گورنمنٹ بنتی ہے تو جمہوری حکومت ہے، جب ہم اٹھتے ہیں ووٹ کا سٹ کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: لس آپ اس پر controversial point لائیں، آپ اپنا point نہیں جائیں۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی: آپ دو منٹ تو ہمیں سین، میں پیسٹ اُن کو سنتے تھے، تو میں چلا جاتا ہوں میڈم اس طرح تو نہیں چلتا ہے، کتنی دفعہ آپ نے مجھے بھایا ہے۔ آپ 5 منٹ مجھے نہیں دے سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: آپ کی مرضی ہے لیکن آپ اس لمحے میں نہیں بات کریں۔ آپ زمرک خان صاحب! اس

لنجے میں بات نہیں کریں۔ آپ کی مرضی ہے۔ آپ جانا چاہتے ہیں تو جائیں۔ لیکن یہ لنجے نہیں ہے آپ کی بات کرنے کا، میں آپ سے ابھی بات کر رہی ہوں آپ نے درمیان میں چیخنا شروع کر دیا یہ لنجے نہیں ہے بات کرنے کا۔
انجینئر زمرک خان اچکزئی: اُس نے 20 منٹ بات کی۔

میڈم اسپیکر: اُس نے 20 یا 25 منٹ بات کی آپ یہاں count نہیں کریں پلیز۔ میں منع کر رہی ہوں، میں بار بار کہہ رہی ہوں کہ آپ ایک point پر بات کریں، آپ ایک point سے جا کر دوبارہ، عدالت میں یہ معاملہ جا چکا ہے۔ آپ نے کہا میں بابت کے مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں آپ درمیان میں عدالت کا مسئلہ بھی لائے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میر الحق ہے۔

میڈم اسپیکر: اس طرح نہیں کر سکتے ہیں آپ، میری اجازت کے بغیر نہیں کر سکتے ہیں آپ۔ اس طرح نہیں ہے ایک بات کر رہا ہے کہ میں ایک موضوع پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ please ان کا مائیک بند کر دیں۔ آپ اس طرح اسپیکر کو address نہیں کر سکتے۔ you can not fight on that، you can not fight on this is right. کہ میں آپ کو کتنی اجازت دیتی ہوں کتنی بات کرتی ہوں that۔ پلیز تشریف رکھیں، میں اجازت نہیں دے رہی ہوں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: ساڑھے چار سال اُدھر بیٹھ کر با تیں کر رہے تھے آپ ان کو نہیں بھاگ سکتے۔ آج ادھر بات کر رہے ہیں۔ تین تین points پر۔

میڈم اسپیکر: میں نے ان کو بھی بھایا ہے انہوں نے اپنی بات پوری کر کے بیٹھ گئے، آپ ایک موضوع پر بات کرتے ہیں، اُس کے بعد آپ درمیان میں دوسرا point لے آتے ہیں۔ بات ہو رہی ہے اُس وقت ان کی FIR پر بات ہو رہی ہے۔ اور آپ آرہے ہیں درمیان میں عدالتی نظام کو لے کر۔ میں کہہ چکی ہوں کہ وہ مسئلہ ختم ہو چکا ہے، رونگ دے چکی ہوں آپ کو۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: کون سا مسئلہ ختم ہو چکا ہے، میں نے سینٹ والی بات کی ہے۔

میڈم اسپیکر: میں سینٹ ہی کی بات کر رہی ہوں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: انہوں نے سینٹ کی بات کی یا نہیں کی۔

میڈم اسپیکر: انہیں بھی منع کیا میں نے اور وہ بیٹھ گئے۔

انجینئر زمرک خان اچکزی: وہ پورا کر کے بیٹھ گیا۔

میڈم اپسیکر: پلیز آپ اپسیکر سے بحث نہیں کریں۔ آپ بولتے رہیں، یہ کارروائی کا حصہ نہیں ہے۔ مایک بند کر دیں پلیز۔ یہ معاملہ ایکشن کمیشن اٹھاپکا ہے اس پر میں رونگ دے چکی ہوں۔ بار بار آپ اس مسئلے کو سمبلی میں لائیں گے، یہ روایتیں ہو گا۔

انجینئر زمرک خان اچکزی: آپ ہمیں بھی سن کے رونگ دے دیں، آپ رونگ کس کے کہنے پر دیتی ہیں۔

میڈم اپسیکر: نہیں میں پہلے رونگ دے چکی ہوں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال: ساری دنیا اور پورا پاکستان ہمارے صوبے میں جو کچھ ہوا ایک بھی سیاسی آدمی ایسا نہیں سوائے اس کے جو خود اس process میں involve ہے۔ اور کیا چاہیے۔ سب مذمت کر رہے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزی: کون مذمت کرتا ہے کس چیز کی مذمت کی ہے؟

جناب عبدالرحیم زیارتوال: یہ جو صوبے میں ہوا ہے۔

میڈم اپسیکر: زیارتوال صاحب! میں نے آپ کو اجازت نہیں دی ہے۔ پلیز آپس میں بات مت کریں پلیز۔ آپ ان کے مایک بند کر دیں۔ پلیز۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میڈم اپسیکر: یہ تمام گفتگو جو ہے کارروائی کا حصہ نہ بنے بغیر اجازت بول رہے ہیں سارے۔ زیارتوال صاحب! پلیز آپ لوگ تشریف رکھیں پلیز۔ آپ لوگ آپس میں بات نہ کریں پلیز۔ ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب please آپ کچھ کہنا چاہر ہے تھے ڈاکٹر صاحب آپ بات کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میں زمرک خان! آپ سے ریکووٹ کرتا ہوں۔ میری دونوں سے گزارش ہے کہ وہ چیزیں کی عزت کریں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میڈم اپسیکر: یہ تمام گفتگو کارروائی کا حصہ نہیں بنے۔ زیارتوال صاحب! آپ پلیز تشریف رکھیں آپ لوگ پلیز۔ ان دونوں کے مایک بند کر دیں۔ زمرک خان صاحب! آپ تشریف رکھیں کوئی point of order نہیں ہے، سب بیٹھ جائیں پلیز۔ please deorum in the House۔ (مداخلت۔شور)

زیارتوال صاحب تشریف رکھیں آپ پلیز۔۔۔ (مداخلت۔شور)

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: ایک منٹ۔ میڈم اپسیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں ہمارے senior politicians ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک کو اگر اپنی point of view اگر کھانا ہے اس کو، ہم اس طرح رکھیں کہ کم از کم جو چیز کی ذمہ داری ہیں آپ رونگ دے رہی ہیں، دونوں سے میری گزارش ہے کہ جب

چیز بولتی ہے تو ہمیں اُس کو سننا پڑھے گا اگر ہم اس پارلیمنٹ کی بالادستی کی جنگ بھی لڑ رہے ہیں اور پارلیمنٹ کا خیال بھی نہیں رکھ رہے ہیں۔ میری تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ ہر ایک کے جذبات ہیں میں بھی پھٹ سکتا ہوں لیکن میں logic کے ساتھ پڑھوں۔ تو میں گزارش کرتا ہوں اپنے senior دوستوں سے کہ اس پارلیمنٹ کو ہماری جو روایت ہیں اُن کے مطابق چلا کیں۔ آپ کی بڑی مہربانی آپ کی جو رونگ ہو گئی ہماری سر آنکھوں پر ہونی چاہیے۔ thank you very much.

میڈم اسپیکر: thank you ڈاکٹر صاحب لیکن بڑے افسوس کی بات ہے بڑے senior members ہیں، میں انہیں بتا رہی ہوں کہ آپ مجھے اسمبلی کی کارروائی چلانے دیں۔ فلاں اتنا وقت بولا فلاں اتنا وقت بولا اس طرح نہیں ہوتا ہے چیزیں۔ میں ایک بات کر رہی ہوں چیز کی اگر حقیقت یہی ہے اس سے پہلے ہم چیز ہی کی بات کر رہے تھے ہم اس اسمبلی کے بالادستی کی بات کر رہے تھے If we can not give respect to each other or the Chair, then you can not run like this. ابھی کسی کو بھی اجازت نہیں دے رہی۔ جناب رحمت بلوچ صاحب اور محترمہ یامین انہڑی صاحبہ آرائیں اسمبلی میں سے کوئی ایک محرك اپنی مشترکہ تعزیتی قرارداد پیش کریں۔

جناب رحمت علی صاحب بلوچ: شکریہ میڈم اسپیکر! یہ ایوان محترمہ عاصمہ جہانگیر جنہوں نے اپنی پوری زندگی ملک میں آئیں وقانوں، ایوان کی بالادستی، پسیدار جمہوریت اور انسانی حقوق کی پاسداری کے لیے بے مثال جدوجہد میں گزاری، کی ناگہانی موت پر اہل بلوچستان کی جانب سے نہ صرف افسوس کا اظہار کرتی ہے بلکہ ان کی بے لوث سماجی و معاشرتی خدمات پر انہیں خراج عقیدت بھی پیش کرتی ہے۔ مرحومہ کی انتقال سے پیدا ہونے والی خلامدوں پر نہیں ہو سکے گا۔ ان کی ملک کے تمام شعبوں میں بالخصوص قانون اور انسانی حقوق کے حوالے سے کی جانے والی شاندار مثالی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔

میڈم اسپیکر: مشترکہ تعزیتی قرارداد پیش ہوئی۔ کیا محکمین میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ تعزیتی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

جناب رحمت علی صاحب بلوچ: شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ! اس بات میں کوئی شک نہیں کہ عاصمہ جہانگیر مرحومہ جیسی جو ملک میں خاص طور پر خواتین کے حوالے سے اُس نے پوری دنیا میں ایک مثال قائم کی اور جس طرح میں نے قرارداد میں یہ کہا کہ انسانی حقوق، آئین کی بالادستی جو وکالت رکیک تھی اُس میں اُس کی کردار بہت ہی قلیلی اور مثالی تھی تو اسی لیے آج میرے خیال میں اُس کی ناگہانی موت پر پوری انسانیت پوری دنیا کی تمام سول سوسائٹی، تعلیم یافتہ

لوگ افسرده ہیں تو ہذا میں اہل بلوچستان کی جانب سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کی ان بے لوث خدمات کو اور وہ ایک مثال کے طور پر ہے۔ آج ہر کسی کے دل میں زندہ ہیں ان کو میں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔

میڈم اپسٹرکر: جی عبدالرحیم زیارتوال صاحب!

جناب عبدالرحیم زیارتوال: شکریہ میڈم اپسٹرکر! میرے فاضل دوست رحمت بلوچ صاحب اور یاسمین ہبڑی صاحبہ، ملک کی ایک نامور خاتون، انسانی حقوق کی علمبردار، آئین و قانون اور سیاسی جدوجہد، پارلیمنٹ اور پارلیمنٹ کی بالادستی ان کے لیے اس خاتون کی جو خدمات رہی ہیں۔ میں اُس پر انہیں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں، اگر یہ خاتون پاکستان سے باہر دنیا میں کہیں پر بھی ہوتی تو آج ان کے لیے اور ان کی ان خدمات کے لیے بہت زیادہ appreciation ہوتی۔ صرف اُس کی appreciation میں جو کی ہے وہ ان لوگوں کی جانب سے ہیں جن کے خلاف انہوں نے بات کی ہے اور وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ وہ بات جمہوریت کی تھی وہ آئین اور قانون کی حکمرانی کے لیے تھی۔ پارلیمنٹ کی بالادستی کے لیے تھی۔ اور اس قسم کے لوگ بہت کم پیدا ہوتے ہیں، وہ وکلاء تحریک میں صفائی کے راہنمای تھی اور اُس نے عدیلیہ کی آزادی کے لیے بہت زیادہ کام کیا تھا۔ اور عدیلیہ کی آزادی کے لیے صرف انہوں نے نہیں تمام سیاسی کارکنوں نے جب آمریت عدیلیہ پر حملہ آور تھی میڈم میں الفاظ استعمال کرتا ہوں جب آمریت عدیلیہ پر حملہ آور ہوئی تو پورے ملک نے وکلاء کی جانب سے اور سیاسی پارٹیوں کی جانب سے اُس کے خلاف جو آواز بلند ہوئی اور اُس کے خلاف جو قربانیاں دیں، 12 میں کراچی کا واقعہ اور پورے ملک کی سیاسی کارکنوں کی۔ آج اُس عدیلیہ کا فرض بتاہے کہ وہ پارلیمنٹ کو انسانی حقوق کو جمہوریت کو جمہوری حکمرانی کو اور مقتضی حیثیت کو اُس کے تحفظ کرتے لیکن دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ وہ ان جمہوری اصولوں کے لوگوں کو یا جس کے لیے انہوں نے قربانیاں دی ہیں، اُس کو نظر انداز کر کے پارلیمنٹ کو نظر انداز کر کے باقی چیزوں کو نظر انداز کر کے جو رویہ اپنایا ہے اُس پر ہمیں دکھ اور افسوس ہے۔ ہم یہاں اس ملک پر پارلیمنٹ کی بالادستی قانون کی حکمرانی، قوموں کی برابری یہ تمام چیزیں جمہوری حکمرانی جب تک ہم اس کو address نہیں کریں گے، جب تک اس پر بات نہیں ہوگی اور جب تک ان مسائل کو ہم حل نہیں کریں گے تو مسائل پیدا ہونگے۔ میں منصر ایہ کہتا ہوں جو تعزیتی قرارداد ہے پورے ایوان سے میری گزارش یہ ہے کہ اس کو آپ لوگ منظور کریں تاکہ ان کی روح کو تسلیم مل سکے کہ پچھے سے ایسے لوگ بھی ہیں ایسی اسمبلیاں بھی ہیں کہ اس قسم کے کرداروں کو تعزیت کے طور پر یا خراج تحسین یا خراج عقیدت کے طور پر ان کی نام لے رہی ہے۔ اور ان کے لیے قرارداد پیش کر رہی ہے۔ تو یہ تعزیتی قرارداد نہایت ہی اہم ہے اور ہاؤس سے میری یہ ریکوئیٹ ہے کہ وہ اس قرارداد کو منظور کرے

تاکہ اس قسم کے خدمات کے لوگ ان کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔ بڑی مہربانی۔

میڈم اپیکر: جی آغارضا صاحب!

آغا سید محمد رضا: مشترکہ تعزیتی قرارداد جو پیش کی گئی ہے محترمہ عاصمہ جہانگیر کے حوالے سے بالکل ہر ذی شعور اس بات کا مختصر ہے اور اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ ان کی خدمات انسانی حقوق کے حوالے سے Human Rights Commission of Pakistan میں وہ تھی۔ اور وہ دو مرتبہ ہمارے گھر بھی وہ تشریف لائی تھی ان کو خصوصیت کے ساتھ کوئی میں ہزارہ، شیعہ ثارگٹ فنگ اور نسل کشی پر بہت زیادہ تشویش تھی۔ مقصد کہنے کا یہ ہے کہ پاکستان کے ہر کونے میں بلکہ دنیا میں، جہاں کہیں، ظلم یا اس طرح کا کوئی واقعہ ہوتا تو وہ ہمیشہ پیش پیش ہوتی تھیں۔ اس طرح کی کردار، اس طرح کے characters مرتے نہیں کبھی۔ وہ ایک نقش چھوڑ کر جاتے ہیں۔ کہ دوسروں کے لیے مشعل راہ ہوں، اپنے لئے جینا بہت آسان ہے۔ لیکن اپنے ذات کے خول سے باہر نکل کر دوسروں کو جینا یہی انسانیت کی معراج ہے۔ اور اشاروں کنایوں میں بہت ساری باتیں کہیں جاری ہے جس پر بہت لعن طعن بھی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ پارلیمانی روایت کے خلاف ہے اور خصوصیت کے ساتھ میں زیارت وال صاحب سے خدا گواہ ہے کہ میں ان سے سیکھتا ہوں۔ میں بہت ساری چیزوں میں آج بھی یہاں آنے سے پہلے میں پوچھا رہا تھا ان سے یہ اگر اس طرح hyper ہو کے اور اس طرح سے بات کریں تو پھر Juniors جو کہ ان کی تقلید کرتے ہیں۔ ان کو دیکھتے ہیں دیکھ کر سیکھتے ہیں، ان کے لئے پھر، sorry to say اس پارلیمنٹ کی تقدس کو بحال رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میری ان سے درخواست ہے کہ کم از کم ان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ یہ اس طرح سے hyper ہو ل۔ اور جمہوریت کے حوالے سے اس ہاؤس کی بالادستی کے حوالے سے اس ہاؤس کی تقدس کے حوالے سے تمام معجز ارکین کے حوالے سے میں اس بات کا معتقد ہوں کہ یہ ہاؤس انتہائی مقدس ہے۔ ہم عوامی نمائندے ہیں ہم جب یہاں آتے ہیں ہمارا فرائض ہے ہمیں اپنی ذات سے بالا ہو کے بہت سارے فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ شفیق الرحمن محروم نے ایک بات کی تھی طنز میں کہ دنیا میں دونظریے پائے جاتے ہیں۔ ایک میرا نظر یہ دوسرا وہ جو غلط ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے، اگر تو کوئی بات میری مرضی میری منشاء کے مطابق ہے۔ then its ok لیکن اگر کوئی بات میری مرضی کے خلاف ہو رہی ہے وہ غیر جمہوری بھی ہے وہ غیر آئینی بھی ہے اور اس میں بہت ساری سازشیں بھی کا فرمائے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے یہ جمہوریت میں تحریک عدم اعتماد بھی پیش ہوتی ہے، اس میں routine کے ساتھ مختلف جو تحریک پیش ہوتی ہے اس میں بینیٹ کے لیکش بھی ہوئے اب اگر مرضی کے نتائج نہیں آئے تو اس پر اتنا چرا غپا، تنخ پا، ہونے کی میرے خیال میں ضرورت نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: آغا صاحب! آپ بھپوائنٹ سے الگ چلے گئے ہیں، اُس کو ہم نے اتنی مشکل سے ختم کیا، پلیز۔
آغا سید محمد رضا: صرف اتنی سی بات میں نے کرنی تھی اور محترمہ عاصمہ جہانگیر کے حوالے سے یہ قرارداد منظور کر نی چاہیے تعریتی میں نے کسی کا نام نہیں لیا پلیز آپ نام لے کر کے بات نہیں کریں۔ میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ میں نے قانون اور آئین کی بات کی ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے you thank you۔ جی جعفر مندوخیل صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: شکر یہ میڈم! اور میں سمجھتا ہوں کہ کیونکہ قراردادوں پر اگر ہر پارٹی کے تمام رکن بولیں گے تو پھر ڈاکٹر صاحب کی تجویز کی حمایت کرتا ہوں۔ ہر پارٹی سے ایک نمائندہ بولے تاکہ وہ پارٹی کی نمائندگی آجائے وہ جو آب یہ ہے اسمبلی کا subject ہے وہ بھی سمٹ جائے۔ تو آج رحمت بلوچ صاحب نے یا سمین لہڑی صاحب نے جو قرارداد لے آئے ہیں تعریتی یہ عاصمہ جہانگیر کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ضروری ہے اور اس کی حمایت ہمارے اوپر لازم ہے۔ بلکہ ہر ذی شعور اور ہر پاکستانی پر لازم ہے کہ اس عورت نے اس لیڈر نے جو کردار ادا کی ہے۔ وہ شائد معاشرے میں چند لوگ ہی ہوں جن کو تائنا نصیب ہو کہ ان کو خدا نے اتنی توفیق دی ہو کہ وہ اس سختی کا بھی مقابلہ کریں۔ ہر جر کا بھی مقابلہ کریں، اور اپنی آواز مسلسل تسلسل کے ساتھ ایک بلند بھی کرے، پاکستان میں انسانی حقوق کے حوالے سے پاکستان میں یہاں جمہوریت کے حوالے سے پاکستان میں یہاں جمہوری اداروں کے حوالے سے even میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جیسے لوگ Courts کے متعلق بول دیں اگلے دن ان کو نوٹس پکڑا دیا جاتا ہے۔ وہ تو open-Courts کے متعلق کہتی تھی کہ یہاں اس جگہ پر کورٹ یہ غلط ہو رہا ہے۔ یہ جو Courts نے ان کی ترجمانی کی ہے وہ غلط ہے، اور میں سمجھتا ہوں جو دوسرے زور دست بالادست قوتیں ہیں۔ ان کے متعلق اس کی رائے بڑی تھی اور پاکستان کے اندر جمہوریت اور ایک عوام دوستی کے لیے جو اُس نے کیا ہے وہ خراج تحسین کے لا اؤں ہے۔ اور انسانی حقوق کے حوالے سے جو اُس کی ساری زندگی جدوجہد ہے ہم اس کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی گیلو صاحب!

میر محمد عاصم کرد گیلو: مہربانی اسپیکر صاحب! یہ جو ہمارے colleague رحمت صاحب نے اور محترمہ یا سمین لہڑی صاحب نے جو قرارداد لے آئے ہیں۔ میرے خیال میں ایسا فرد کوئی نہیں ہو گا جو اس کی حمایت نہیں کرے سب سے پہلے میں محترمہ عاصمہ جہانگیر صاحب کو اس ہاؤس کی طرف سے اہل بلوچستان کی طرف سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ محترمہ اُس نے اپنی ساری زندگی جمہوریت کے لیے جمہوری قوتیں کے لیے وقف کر کی

تھی۔ اور عدیہ کی بالادستی کے لیے ہمیشہ انہوں نے کام کیا۔ اور ہمیشہ ان dictator سے اُس کی ٹراپی رہتی تھی۔ جو بیہاں dictatorship قائم کرنا چاہتے تھے۔ اور اتنا مذر، دلیر، ہمت والی خواتین میرے خیال میں کہ پاکستان میں مساوئے بینظیر کی میں نے نہیں دیکھی ہے اور ہمہ وقت وہ جمہوریت کے فروغ کے لیے کوشش رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ اُسے جنت فردوس میں جلدے۔ ہماری دعا ہے اور اُس پر رحمت کریں۔ thank you

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر حامد خان اچکزی صاحب!

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: عاصمہ جہانگیر پر بولنے سے پہلے میں آغا صاحب کی، آغا صاحب کی توجہ چاہیے آغا صاحب کی بات کو آگے بڑھتے ہوئے انہوں نے بالکل اس بات کو ignore کیا کہ اسپیکر! کے ساتھ کون سا رائے اپنایا گیا۔ سب سے ندمت والی بات جو ہے وہ یہ ہے کہ اسپیکر کے ساتھ اس قسم کا رائے اگر ہم اس پر نہیں بولیں گے۔ اس کو condemn نہیں کریں گے۔ تو شائد پھر ہر ایک کو یہ جرات ہو جائے گی۔ زیارت وال کا تو اس نے نام لیا، لیکن اُس کو اسپیکر کے لیے بھی احترام ہونا چاہیے۔ آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس کی حیثیت سے جو طریقہ اختیار کیا گیا۔ اُس کو ہم discourage بھی کریں۔ ہر ایک پارٹی کا کوہہ اپنے کارکنوں کو ہدایت دیں کہ اسپیکر کے ساتھ کم از کم یہ طریقہ نہیں ہونا چاہیے۔ ابھی آتے ہیں عاصمہ جہانگیر پر محترمہ عاصمہ جہانگیر پاکستان میں اُن چند لگنگی کے اُن چند لوگوں میں یا نفوس میں تھی جنہوں نے ہوش سنن جانے کے بعد یا تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اور سب کچھ چھوڑ کے جمہوریت، انسانیت، حقوق نسوں، جسائی حقوق، مذہبی حقوق اور dictatorship کے خلاف پارلیمنٹ کی بالادستی کے لیے، وہ ہر dictator کے خلاف رہی۔ اور ضیاء الحق کے زمانے میں تو وہ جیل بھی وہ بیچاری بند تھی۔ یہ پیغام ہمیں دینا چاہیے تاکہ ہر مرد اور عورت پاکستان کی، وہ عاصمہ جہانگیر کی طرح ان تمام categories groups کی خدمات کے لیے ان کے حقوق کے حصول کے لیے یہی طریقہ اختیار کریں جو انہوں نے اختیار کیا۔ میرے پارلیمنٹی لیڈر بھی اس پر بولا باقی لوگ بھی بولے۔ تو ہم اس حمایت میں ہے کہ پوری ہاؤس سے درخواست کرتے ہیں کہ رحمت بلوج اور ڈاکٹر صاحب کی طرف سے جو قرارداد آئی ہے اس کی حمایت کی جائے۔ thank you

میڈم اسپیکر: جی سردار عبدالرحمٰن کھتیر ان صاحب!

سردار عبدالرحمٰن کھتیر ان: شکر یہ میڈم اسپیکر! پہلے تو جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ ہماری اس ہاؤس کیکسٹوڈین ہیں، اس پورے ہاؤس کا فرض بتا ہے آپ کا احترام کریں۔ اور انشاء اللہ ہم نے پہلے بھی احترام کیا ہے ہمیشہ چاہے اس چیز پر کوئی بھی ہوگا۔ آج راحیلہ ہے کل کوئی میل ہو گایا فی میل ہو گی اس کرسی کی عزت ہے ہم اگر عزت نہیں کریں گے تو باہر لوگ اس کی عزت نہیں کریں گے ہمیں دل سے آنکھیں سے اس چیز کی قدر ہے اور لیکن

کسی point پر ضرور اختلاف ہوتا ہے اور وہ بھی جمہوریت کا ایک حصہ ہے، گھر، اگر باپ بڑا بیٹا اس کے ساتھ نافرمانی تو نہیں کرتا لیکن کبھی کبھی بحث ہو جاتی ہے، بولنا پڑتا ہے، حقوق کے لیے، کسی بات پر، ضرور بات ہوتی ہے۔ لیکن وہ رشتہ باپ بیٹے والا کبھی نہیں ٹوٹتا ہے اس طریقے سے جو آپ ہماری کشوڈیں ہیں، آپ ہماری اسپیکر ہیں، ہم نے آپ کو منتخب کیا ہے۔ ضرور تھوڑا بہت لہجہ سخت بھی ہو جاتا ہے یہ ایک ہمارا نہیں ہوا ہے۔ آج یہ اس طرف آئے ہیں، کل یہ، ان بہت سارے لوگوں کی witness ہے، ہاؤس میں ہو جاتا ہے یہ کوئی غیر جمہوری روایہ نہیں ہے۔ اور یہ خدا نخواستہ آپ کی ذات کے حوالے سے کوئی ایسی بات نہیں ہم اسے وضاحت کرتے ہیں اور اس چیز کی عزت ہوں، چاہے زمرک خان، میرے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں، ہم دل سے آپ کی عزت کرتے ہیں اور اس چیز کی عزت کرتے ہیں، پہلی بات تو یہ ہے۔ دوسرا بات یہ ہے کہ تعزیتی قرارداد رحمت جان لائی ہے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی نامور شخصیت وفات پاتی ہے تو ضرور اُس کی تعزیت ہونی چاہیے۔ عاصمہ جہانگیر، ٹھیک ہے، ایک اچھی وکیل تھی، مہنگی ترین وکیل تھی، پورے پاکستان میں اُس کے پینل چلتے تھے۔ چاہے وہ سپریم کورٹ بار ایسوی ایشن تھی۔ یا ہائی کورٹ بار ایسوی ایشن تھی یا جو جو بھی اُن کے forum ہیں، اُن کا اپنا ایک group تھا۔ اُس کی اپنی ایک نام تھی۔ میں تاریخ میں نہیں جانا چاہتا کہ کس کی کیا کردار ہے، تعزیت میں ہم ضرور وہ ایک اچھی خواتین تھی میں اپنی بات کرتا ہوں۔ بلکہ اُس کا تو ایک واقعہ بہت زبردست ہے، وہ واقعہ میں یہاں بیان ہی نہیں کر سکتا۔ اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ شاید کسی stage پر اُس کی زندگی کو خطرہ تھا۔ موت و زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ شائد میں نے وہ موت اُس کے ایسے کر کے گزر گئی، شائد میں اُسکے لیے ڈھال بنا اور اُس چیز کا witness افراسیاب خنک سرینا ہوٹل کا upper human story، میں outline رہا ہوں اور یہاں وہ ہمارے خالد خان ہوتے تھے۔ کون ہوتے تھے witness کے خالد خان تھا یہ rights ہیں۔ کہ مطلب زندگی اُسکو اللہ نے دینی تھی۔ آج اُس کی زندگی نہیں ہے۔ موت و زندگی کا مالک میرا اللہ ہے۔ لیکن میں اُس وقت، میں اس وقت باوضو ہوں، میں حلقاً کہتا ہوں کہ اُس کی موت، میں نے شاید ڈھال بنا ہوں، میرا اللہ کو اُس کی وقت وفات منظور نہیں تھی بہرحال، چونکہ یہ تعزیتی قرارداد ہے۔ اس میں مخالفت کروں تو یہ اچھی روایت نہیں ہے۔ اس تعزیت میں ہم ضرور شامل ہیں۔ لیکن ہم اس کی گہرائی میں نہیں جائیں گے۔ اُس کی history کیا ہے اُس کی فیملی کا کیا کردار تھا۔ اُس کا کیا کردار تھا۔ اس جمہوریت کے حوالے سے اور پھر میں یہ ضرور کہوں گا کہ میرا خیال پاکستان میں ایک شخص بھی کوئی غریب ایک غریب بھی کھڑا ہو کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرا کیس عاصمہ جہانگیر یا عاصمہ کی فیملی نے مفت لڑا بلکہ مجھے جیسے سفید پوش اُس کو higher کرنے میں مطلب بے بس تھا تو تعزیت میں ہم اس کی ضرور تعزیت کرتے ہیں اچھی خاتون تھی باقی اس موضوع

کو مزید نہ چھیڑیں تو بہتر ہے۔ thank you

میڈم اسپیکر: thank you۔ تعریقی قرارداد اس لیے جی ویم جان برکت صاحب!

جناب ولیم جان برکت: شکریہ میڈم! سب سے پہلے تو جناب رحمت صاحب اور بہن یاسمین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ تعریقی قرارداد پیش کی ہے۔ میڈم عاصمہ جہاںگیر صاحبہ نہ صرف ہماری ملک بلکہ بین الاقوامی سطح پر ایک جانی پہچانی شخصیت تھیں۔ اور میرے نزدیک انہوں نے نہ صرف جمہوریت کیلئے، انہوں عدلیہ کیلئے اور عدالیہ کے فیصلوں کے خلاف بھی انہوں کی بار، بلا جھگ، بلا خوف اپنے views پیش کئے، یہ شاید بہت مشکل کام ہے۔ اس کے علاوہ ان کی سب سے بڑی خوبی ہمارے کوئی ساتھی کہتے ہیں۔ وکیل جو بھی ہے ظاہر ہے سپریم کورٹ کا وکیل اُس کی فیس زیادہ ہے۔ لیکن کمزور طبقات خصوصاً میں اقلیتوں کی بات کروں گی۔ اقلیتوں کی بہت سارے سانحات ہوئے۔ بہت ساری ہماری بچیوں کے ساتھ واقعات ہوئیں۔ اور پیشتر جو cases تھے وہ محترمہ نے مفت ان کی پیروی کی تھی یہ میں معلوم ہے۔ تو اس لئے کچھ فرق ہے، وہ کمزور طبقات کے ساتھ ایک ہمدرد اور بہت ہی منصف کردار ادا کرتی تھی۔ اور اس کے علاوہ انسانی حقوق کے لئے ان کی جو خدمات ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ پاکستان کی تاریخ میں رقم ہو چکا ہے۔ آج نہ صرف میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں بلکہ تمام صوبے کی minorities کی طرف سے اپنی اس عظیم بہن کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! قرارداد سے پہلے میں صرف اتنا کہوں گا۔ کہ یہاں آپ ہماری بہن ہو بڑی ہم صرف آپ سے یہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ جب آپ اسمبلی کا اجلاس شروع کرینے کے تحت، آپ چلائیں سب کو ایک ہی نظر سے دیکھ لیں جیف منٹر سے لیکر اپوزیشن سے ایک عام ایکم پی اے جو یہاں بیٹھے ہیں۔ اُس کے تحت چلائیں تو انشاء اللہ ہم آپ کے ساتھ دینگے کبھی بھی یہ نہیں کہیں گے کہ آپ جو اس میں فرق نہ نکالیں۔ کیونکہ نہیں صرف اس چیز پر افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے کچھ ممبر بیس میں منٹ آدھا آدھا گھنٹہ تقریر کرتے ہیں۔ اور جب ہم تقریر کے لئے اٹھتے ہیں تو ہمارے ساتھ ہم اس پر احتجاج کیا۔ نہ ہم آپ کے مخالف ہیں۔ نہ آپ سے کوئی وہ رکھتے ہیں۔ صرف کرسی کو ہم نے ایک احتجاج کیا اور کرسی کے سامنے احتجاج کرتے رہیں گے۔ اس پر ہم ابھی آپ کو یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ آپ آئندہ کیلئے طریقہ کار بنائیں کہ کس وقت public importance اٹھایا جائے گا۔ کس وقت اسمبلی کی کارروائی چلے گی کوئی ایرجنسی اگر آتی ہے اُس پر اگر ہم بات کرنا چاہیں تو وہ بات کس وقت کریں گے۔ تو اس حوالے سے میں آپ سے ریکوئیسٹ کروں گا۔ کہ اس طریقے سے

اگر میں on the Floor یہ کہوں گا کہ سب کیلئے قانون برابر ہو گا تب اُس کے تحت چلیں گے۔ دوسری جو ہمارے ساتھیوں نے تعزیتی قرارداد پیش کی ہیں۔ بالکل عاصمہ جہانگیر صاحب اپنی جوانی سے لیکر اپنی موت تک اُس نے عدیہ کے ذریعے عوام کی خدمت کی اور ہر جگہ ظلم کے خلاف اُس نے آواز اٹھائی اور یہاں تک وہ مرتے دم تک ہم نے جو دیکھا یہاں پاکستان میں ہم بھی رہتے ہیں ان کی contribution تھی اس ملک کیلئے عدیہ کے لئے تھی اور ایک اکیلی حیثیت سے نہ ان کے ساتھ کوئی ایسی بڑی پارٹی تھیں نہ وہ کسی پارٹی کی کارکن رہی ہے۔ اکیلی حیثیت سے اُس نے اپنے آپ کو یہاں اس حد تک پہنچائی۔ اور اس طرح تاریخ میں بہت کم لوگ ملتے ہیں۔ جس طرح بنیظیر بھٹو صاحب، کی ذکر ہوئی، اُس نے خدمت کی اس میں میں بیگنیسم ولی خان کا اگرذ کرنہ کروں تو وہ بھی ایک نافضانی ہو گی، 1973ء میں اُس نے مارشل لاء کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور جب NAP کی لیڈر شپ کے خلاف حیدر آباد ٹرینیول کیس چلا سازش کیس، قومی اتحاد کی وہ لیڈر بن گئی اور اس پر کوڑے برسائے اس کی جائیدادیں ضبط کر لی گئی۔ تو اس طرح کی جو عورتیں ہیں۔ وہ بہت ملتی ہیں تاریخ میں اور تاریخ گواہ رہتی ہے کہ اس کی قربانیوں سے وہ چپکنی نہیں رہتی ہے۔ تو اس طرح عاصمہ جہانگیر صاحب، بنیظیر صاحب اور بیگنیسم ولی جنہوں نے خدمت کی اور آج تک وہ اپنی اسی عزم پر قائم ہیں اور اپنی حقوق کیلئے آواز اٹھاتی ہیں اور کبھی بھی نہیں جھکی اور اس طرح کی لیڈریز جو یہاں ہمارے ملک میں خدمت کی ظلم کے خلاف آواز اٹھائی جمہوریت کی بات کی حقوق کی بات کی میں ان کو سلوٹ پیش کرتا ہوں۔ سلام پیش کرتا ہوں۔ کہ خدا ہمیں اس طرح کی لیڈر شپ ہمیشہ دیدے۔ جس طرح ہم لوگ یہاں پیش ہوئے ہیں ہماری اُس سائیڈ لیڈریز میں ایسی باصلاحیت عورتیں پیدا ہو جائیں کہ وہ ملک کی خدمت کریں عوام کی خدمت کریں اپنی قوم کی خدمت کریں تو اس حوالے سے عاصمہ جہانگیر صاحب کو اپنی طرف سے اپنی پارٹی کی طرف سے خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیگی۔ اور ان کے خاندان کے ساتھ ہمدردی کرتا ہوں۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: جی شاہدہ روف صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ وف: بلوچستان اسمبلی سے اگر کوئی خاتون ان کو tribute نہ دے تو اس کے ساتھ زیادتی ہو گی۔ عاصمہ جہانگیر صاحب کا انتقال ہوا جس پر ہم سب کو افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اگلے جہاں میں آسانیاں پیدا کرے۔ tribute دیا گیا رحمت صاحب کی طرف سے اور یا سینیں صاحب کی طرف سے تعزیتی قرارداد لے کر آئی ہیں۔ یہ تعزیتی قرارداد پورے ہاؤس کی طرف سے ہے یقیناً یہ خاتون ایک باہمی خاتون ایک آئینی اور قانون کو اپنی زندگی کا اور ہننا بچھونا بنانے والی خاتون، اُس کا انتقال ہوا۔ اور اُس کی وجہ سے ایک تعزیت اس پورے ہاؤس کی

طرف سے جانی چاہیے اور اس تعزیتی قرارداد کو پورے ہاؤس کی طرف سے منظور ہونا چاہیے۔ جہاں تک ان کو controversial کیا گیا ہے۔ تو میرے خیال میں میراندہ ب محضے اس چیز کی اجازت بالکل نہیں دیتا کہ میں کسی بھی انسان کی وفات کے بعد اس کو ڈسکس کروں اس انداز میں۔ ایک مسلم ہونے کی حیثیت سے مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں یہ بھی سیکھ لیں گا چاہیے کہ ہم پہ کچھ بندش آ جاتی ہے کہ وہ شخص جو انتقال پا گیا ہے، اُس کو غلط لفظوں میں یاد نہ کیا جائے۔ تو میں یہ کہوں گی کہ اُس خاتون نے جو بھی کیا وہ اُس کا اور اُس کے رب کا معاملہ ہے۔ لیکن وہ ایک ایسے پر اشوب دور میں مظلوموں کو آواز بالکل بنی ہے اُس نے اٹھا کیں مظلوموں کیلئے steps اور دوسری بات یہ ہے کہ اُس دور میں اٹھائی کہ شاید کوئی مرد بھی اتنے بلند انداز سے نہیں ترجیحی کر سکا۔ تو اس ہاؤس سے میری ریکوئیشن گی کہ اس تعزیتی قرارداد کو متفقہ طور پر اس ہاؤس سے منظور ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: یقیناً عاصمہ جہانگیر صاحبہ کی وفات پر ہم سب افراد ہیں۔ میں نے خود Human Rights میں اُن کے ساتھ کام کیا تھا، کچھ عرصہ اور ان کو بڑے قریب سے دیکھا۔ اُن کی زندگی یقیناً تمام لوگوں کے حقوق کے حوالے سے، لیکن خاص طور پر میں کہوں گی being a woman ہمارتوں کے حقوق کی جدوجہد کے حوالے سے جوانہوں نے گزاری، اُس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ بحیثیت عورت یقیناً انہوں نے بہت دلیر زندگی گزاری ہے۔ اور ہم سب اُن کی مغفرت کیلئے دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے جو پسمندگان ہیں، اُن کو صبر دے۔ اب میں ایوان سے پوچھتی ہوں، کہ آیا مشترکہ تعزیتی قرارداد کو تمام ایوان کی طرف سے منظور کی جائے؟۔ مشترکہ تعزیتی قرارداد اس ترمیم کے ساتھ کہ تمام ایوان کی طرف سے منظور کی جاتی ہے۔ میں اس پر ابھی جو مختلف ممبران نے اپنی رائے دی۔ اس وقت اسپیکر کے حوالے سے، اور روئیے کے حوالے سے، میں آئین کے آرٹیکل 65,67 جسے آئین کے آرٹیکل 127 کے ساتھ پڑھا جائے، اس میں تمام معزز اکین اسٹبلی کیلئے ایک ضابط اخلاق اور ترتیب کا رروائی مرتب کی گئی ہے۔ جو کہ 1974ء میں بنائے گئے تھے۔ اور ان پر عملدرآمد کرنا بھی صوبائی حکومت اور دیگر اداروں کے ساتھ ساتھ معزز اکین اسٹبلی کا بھی فرض ہے۔ مذکورہ قواعد نمبر 191، 190، 192 اور 191 واضح ہیں۔ اگر معزز اکین اسٹبلی ان پر عمل پیرا ہوں تو اسٹبلی کی کارروائی کو خوش اسلوبی اور احسن طریقے سے نمایا جاسکتا ہے۔ بحیثیت اسپیکر میں یہ سمجھتی ہوں کہ جب بھی میں کسی کو روکتی ہوں کہ بھی! آپ تشریف رکھیں۔ تو وہ لگاتار بات کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اب میں اپنی سے اٹر کر اُس کو روک تو نہیں سکتی ہوں۔ تو میرے خیال میں تمام ممبرز کی اپنی ایک awareness بھی ہوتی ہے کہ اُس نے کہاں کیا بولتا ہے اور اگر کسٹوڈین کی حیثیت سے میں اُسے منع کر رہی ہوں، تو وہ روک جائے۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ

اپسیکر! پرتفقید کی بجائے اگر آپ اپنے اس کردار کو دیکھیں کہ آپ لوگ اسمبلی میں کس طرح سے روئیاں اپنارہ ہے ہیں تو میرے خیال میں یہ ایک بہتر انداز ہو گا۔ اور آج اگر میں اپنے اختیارات۔ آپ یہ کتاب لے جائیں اور دوبارہ اس کو پڑھ لیں۔ اگر میں اپنے اختیارات کو استعمال کرتی جو کہ میں نے درگزر کیا ہے۔ تو یقیناً آپ کے سامنے یہ بات ہے کہ میں نے کیا چیز درگزر کی ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ آئندہ معزز زار اکین اسمبلی انضباط کا رکم مطابق ایوان کو چلانے میں میری مدد کریں گے تاکہ ہم اس اسمبلی کو ایک مثالی بنائیں۔ اور ایک اچھے انداز میں اس کو چلا سکیں۔ تمام معزز زار اکین کو میں چاہتی ہوں کہ وہ بات کریں۔ لیکن وقت پر کریں۔ اسمبلی کی کارروائی متنازع نہیں ہو رہی ہو۔ مجھے معلوم ہے، میں بھی ممبر رہی ہوں۔ آپ بات کرنا چاہتے ہیں لیکن رولز کے مطابق کریں۔ میں یہاں یہ ضرور کہوں گی کہ ہم آج تاریخ بنا رہے ہیں۔ اور آج ہم جو کچھ بول رہے ہیں وہ تاریخ کا حصہ بن رہا ہے۔ اور ریکارڈ ہو رہا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ ایک اچھی تاریخ دیں گے آنے والی نسلوں کے لئے۔ تاکہ ہم ان کے لئے مشغول راہ بن سکے۔ اس کیلئے ہمیں یقیناً احتیاط سے اور اپنے کردار سے ثابت کرنا ہو گا کہ ہم کس طرح سے as a Member اس اسمبلی کو آگے بڑھانے میں اور اس کو مثالی بنانے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔ جی زیارتواں صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارتواں: میڈم اپسیکر!

میڈم اپسیکر: جی زیارتواں صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارتواں: میڈم اپسیکر! ہم بار بار یہاں ہاؤس کے حوالے سے بھی ذاتی حوالے سے بھی یہ یقین دہانی آپ کو کراچکے ہیں اور ہماری ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اور جو ہماری ذمہ داری ہے ہاؤس کی حیثیت سے اسمبلی کی حیثیت سے، اگر میں اس کو حیثیت نہیں دیتا تو یہ بات غلط ہو گی۔ میڈم اپسیکر! بار بار کے کہنے سے اچھا یہ ہے کہ جس آدمی کو اگر ایسا ہے اور ہم سب اس کی تصدیق کر رہے ہیں کہ فلاں کوفلاں ایوان میں لے آئے ہیں۔ تو میں اس بات کو غلط سمجھتا ہوں۔ اگر وہ ہمیں لائے ہیں۔ یا کسی اور لایا ہے پھر عوام کی۔

میڈم اپسیکر: زیارتواں صاحب میں رو لنگ دے چکی ہوں۔ زیارتواں صاحب اذان ہو رہی ہے میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ اذان)

میڈم اپسیکر: بس ٹھیک ہے۔ جی زیارتواں صاحب! آپ دو جملوں میں conclude کریں۔

جناب عبدالرحیم زیارتواں: تو میڈم! میں یہ بتا رہا تھا کہ آپ نے جن رولز کو quote کیا ہے آئین کو جس طریقے سے آپ نے کوڈ کیا ہے میں ذاتی طور پر اس کو سپورٹ بھی کرتا ہوں اور اس پر عملدر آمد بھی کرو نگاہ میں

ایسی بات نہیں ہے لیکن بات یہ ہے کہ چیزیں سامنے آ جاتی ہیں حقائق حقائق ہوتے ہیں اور ان حقائق کو تسلیم نہ کرنا یہ پھر صورتحال سنگینی پر چلی جاتی ہے میں صرف اتنا کہتا ہوں میڈم! کہ آدھا تیر آدھا ٹینیں ہونا چاہیے ہم جس حیثیت میں اس ایوان میں بیٹھے ہیں اس حیثیت سے ہم بات کریں مجھے قابل قبول ہے اگر ہم دو یا چار حیثیت سے بات کریں گے تو یہ قابل قبول نہیں ہے اور یہ چیزیں اس طریقے سے ہیں پورے پاکستان کی پریس میں آج بھی نام ہے میڈم اسپیکر! باقاعدہ پارٹیوں کے نام ہیں اور ممبران کے نام ہیں کہ انہوں نے یہ violation کی ہے اب اس پر نہیں جائیں گے۔

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب! میں نے آپ کو کہا تھا، بات ختم ہو گئی میرے خیال میں اس پر مزید بات کی ضرورت نہیں ہے۔ شکریہ۔

محترمہ شمینہ خان صاحبہ! آپ اپنی قرارداد نمبر 142 پیش کریں۔ جی نہیں میں یہی کہہ رہی ہوں چونکہ محترمہ موجود نہیں ہیں اور انہوں نے ریکویسٹ بھی مجھے کی تھی تو ان کی قرارداد آئندہ غیر سرکاری دن کیلئے ڈیلفر کرتی ہوں۔

محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ! اپنی قرارداد نمبر 147 پیش کریں۔

محترمہ عارفہ صدیق: ہرگاہ کہ مذہبی منافرت اور فرقہ وارانہ مواد پر مبنی خبریں، مضامین اور تجزیوں کی پرنٹ میڈیا میں اشاعت روکنے پکوں اور خواتین کے ساتھ جنسی تشدد کی تصاویر شائع نہ کرنے سننسی خیز، تشدید، ظلم و زیادتی کے واقعات کے خبروں سے اجتناب کرنے، غیر مصدقہ اطلاعات اور افواہوں پر مبنی خبروں کی حوصلہ شکنی کرنے ذمہ دارانہ صحافت کو فروع دینے خبروں اور تجزیوں میں عوامی مفاد کا خیال رکھنے اور شائستگی کا دامن نہ چھوڑنے، آزادی صحافت کو یقینی بنانے اور اخبارات کیلئے مرتب ضابطہ اخلاق پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کیلئے وفاقی حکومت نے آرڈیننس 2002ء کے تحت پریس کو نسل آف پاکستان کا قیام عمل میں لایا ہے۔ مذکورہ آرڈیننس کے سیکشن 3 کے جزو 3 کے مطابق ملک کے تمام صوبائی دارالحکومتوں میں ریجنل علاقائی دفتر کا قیام عمل میں لانا ہے۔ اس مقصد کیلئے صوبائی حکومت کی جانب سے کوئی پریس کلب کی پرانی بلڈنگ پریس کو نسل آف پاکستان کے حوالے کر دی گئی ہے۔ لیکن ایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجود صوبہ میں تاحال ریجنل علاقائی دفتر کا قیام عمل میں نہیں لایا گیا ہے۔ الہادی ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ صوبائی دارالحکومت کوئی میں پریس کو نسل آف پاکستان کے دفتر کے قیام کو یقینی بنائے۔

میڈم اسپیکر: قرارداد نمبر 147 پیش ہوئی۔ کیا محترمہ! آپ اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

محترمہ عارفہ صدیق: شکریہ میڈم اسپیکر۔ میڈم اسپیکر! 2002ء میں آرڈیننس کے تحت پریس کونسل آف پاکستان قائم کیا گیا اور اس آرڈیننس کا مقصد تھا پرنٹ میڈیا کیلئے جو طے شدہ ضابطہ اخلاق تھا اس پر عمل کرنا اور مختلف اداروں کی شکایات اور درخواستوں کی سماعت کرنا تھا۔ 2002ء کا یہ آرڈیننس 2011ء میں فعال ہوا۔ اور 2014ء میں اس کے قواعد و ضوابط طے ہوئے تھے۔ میڈم اسپیکر! آرڈیننس میں یہ طے ہوا تھا کہ اس کے ریجنل آفیسر جو ہیں وہ تمام صوبائی دارالحکومتوں میں قائم کئے جائیں گے۔ اور 17-2016ء کی فیڈرل پی ایمس ڈی پی میں اس کیلئے بجٹ بھی رکھا گیا تھا۔ چونکہ ان کی اشاف کی تعداد، ان کی تنخوا ہوں اور الاؤنسز کی منظوری بھی ہو چکی ہے اُس بجٹ میں تودفات رکھنے کیلئے صوبائی حکومت نے پریس کلب کی جو سابقہ بلڈنگ تھی وہ بھی الٹ کر دی تھی اور اس کیلئے ایک عارضی چوکیدار بھی رکھا گیا تھا تو اس طرح ریجنل آفس بحال ہونے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی تو میری اس معزز ایوان سے گزارش ہے کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کرائیں۔

میڈم اسپیکر: جی آغارضا صاحب! حکومت کی طرف سے آپ اپنی موقف دیں۔

آغا سید محمد رضا: محترمہ عارفہ صاحبہ جو یہ قرارداد لے کے آئی ہیں یا انتہائی اہم نویعت کی حامل ہیں خود جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں صحافت میرا شعبہ رہا ہے اور جب میں ایڈیٹر ہوا کرتا تھا تب بھی میں میری کوشش ہوتی تھی کہ ایسی تصاویر نہ آئیں جس میں بم دھماکوں کے بعد انسانی اعضاء بکھرے ہوئے ہیں اور خون اور ایسی چیزیں نہ ہوں۔ بالکل میں اتفاق کرتا ہوں ان سے کہ نہ صرف یہ کہ پرنٹ میڈیا میں بلکہ الیکٹر انک میڈیا کو بھی پابند ہونا چاہیے تاکہ سنسنی پھیلانے کی بجائے وہ صرف خردیں اور بعد میں already ہمارا معاشرہ متشدد معاشرہ بنتا جا رہا ہے اور اس میں میڈیا کا اگر ہم مانیں یا نہ مانیں میڈیا کا ایک انتہائی بڑا کردار رہا ہے اب میڈیا میں اس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ تو میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ اور جیسے کہ انہوں نے فرمایا کہ ریجنل آفیسر کا قیام اور اس کے متعلق جتنے بھی اس کی شفیقیں ہیں اس پر مکمل طور پر عملدرآمد ہونا چاہیے۔ اس کو یقینی بنانے کیلئے on behalf of the government and on behalf of CM assure کرتا ہوں آپ کو کہ انشاء اللہ اس پر انتہائی فوری اقدامات اٹھائے جائیں گے اور یہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اگر ہم نے اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو تشدد سے اور ان ساری بے راہ رویوں سے بچانا ہے تو ہمیں code of ethics کی باقاعدہ اس پر عملدرآمد کرنا ہو گا اور خود بھی اپنے آپ کو اس کا پابند بنانا ہو گا۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: یہ واضح ہے۔ آیا قرارداد نمبر 147 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔

محترمہ حسن بانور خشائی صاحبہ آپ اپنی قرارداد نمبر 151 پیش کریں۔

محترمہ حسن بانور خشافی: بہت شکر یہ میڈم! ہرگاہ کہ اگر کوئی پولیس والا دوران ملازمت وفات پائے تو اس کے لواحقین اور خاص کران کے بیوہ کوان کی پیش وغیرہ کے کاغذات بنانے، تیار کرنے کے سلسلے میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ پاک فوج کی طرز پر ایک ٹیم تشکیل دے جو لواحقین کے گھر جا کر ان کے اہل خانہ سے ملے۔ اور مرحوم کے پیش وغیرہ کے معاملات پر طے کر کے ان کے بقايا جات کی ادائیگی کو دس ایام کے اندر ممکن بنائے تاکہ مرحوم کی بیوہ اور دیگر لواحقین باعزت زندگی گزار سکیں۔

میڈم اپسیکر: قرارداد نمبر 151 پیش ہوئی۔ کیا آپ اس کی admissibility کی وضاحت کریں گی؟

محترمہ حسن بانور خشافی: میں بیٹھ کر کے بولنا چاہوں گی میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے، اگر آپ کی اجازت ہوتی تو؟

میڈم اپسیکر: جی اجازت ہے۔

محترمہ حسن بانور خشافی: شکر یہ میڈم! ایک تو اس کے بارے میں کچھ کہنے سے پہلے میں یہ کہنا چاہونا گا کہ اسمبلی کی رروائی جو آپ لوگ کرتے ہیں وہ جو پوائنٹ آف آرڈر ہوتے ہیں یا جو ان کی کارروائی ہوتی ہے ان کو تو ایک ہم ڈر کے مارے لاتے نہیں ہیں کہ یہاں کہ ہم پھنس جاتے ہیں، گھٹوں گھٹوں ہمیں بیٹھنا پڑتا ہے۔ تاکہ

بحث و مباحثہ۔۔۔

میڈم اپسیکر: محترمہ آپ admissibility پر بات کریں۔

محترمہ حسن بانور خشافی: تو آپ سے میں یہ گزارش کرتی ہوں کہ ہماری قرارداد ہوتی ہیں توجہ دلا و نوٹس ہوتے ہیں یا جو کاغذی کارروائی ہوتی ہے اس سے پہلے انہیں نہ نہانے کی کوشش کریں بعد میں پوائنٹ آف آرڈر کیلئے جس کو جتنا تاخم دینا چاہیں وہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ اور دو ممکن یہ یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آجکل آئے روز بلکہ ہمیں یہ سننے اور دیکھنے کو ملتا ہے کہ ہر روز ہمارا کوئی نہ کوئی پولیس والا جو ہے نہ وہ شہید کر دیا جاتا ہے بلکہ یہ تو روز کے معاملات بن گئے ہیں ان کے گھر والوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، income کی وجہ سے ان کے بچوں کی ایجوکیشن کی وجہ سے۔ تو میں آپ کی توسط سے اس ایوان سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ ان کیلئے کوئی ایسا طرز عمل کیا جائے تاکہ فوراً ان کی شہادت کے بعد ان کو کسی قسم کے پریشانی کا سامنا نہ اٹھانا پڑے اور ان کے اخراجات ہوتے ہیں پیش وغیرہ ہوتی ہے یا بلکہ میری یہ بھی تجویز ہوتی ہے کہ فوراً جو اس گھر کا جو فیل ہوتا ہے وہ شہید ہو جاتا ہے اس کے بھائی یا بیٹی یا کسی کو برسر روزگار کا انتظام کیا جائے اور ان کے جو اخراجات ہوتے ہیں وہ ان کے گھر پہنچانے کی کوشش کریں تاکہ جو ہے نہ مشکلات سے جو ہمارے پر اس طریقہ کا رہتا ہے آسانی سے گزر کر وہ اپنے جو ہے نال اس پر اس سے گزر سکیں تو آپ کی توسط سے میں یہ کوشش کروں گی اور بات چیت بھی کروں گی کہ گورنمنٹ کی طرف

سے اس قرارداد کو منظور بھی کریں اور ان کیلئے باقاعدہ کوششیں بھی کریں۔

میدم اپیکر: جی ڈاکٹر صاحب! اسی پر آپ بات کرنا چاہتی ہیں؟

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: جی۔ شکریہ میدم! میں سمجھتی ہوں کہ بڑی ایک اچھی قرارداد ہے اور ہمارے بیہاں ایک ایسی صورتحال ہو گئی ہے کہ بہت سی ایسی عورتوں سے بیواؤں سے ہماری ملاقات جب ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ایک تو ہمیں پنشن ملتی نہیں ہے۔ اور جب ملتی ہے تو کوئی تین چار مہینے گزرنے کے بعد ہمیں ملتی ہے۔ پھر انہوں نے ایک اور اہم بات بتائی جو بہت ہی ہمارے لئے حیرت کی باعث بنی کہ انہوں نے کہا کہ جو پنشن مجھے اگر تین ہزار ہے تو مجھے وہ چودہ ہزار دے رہے تھے۔ بڑی معلومات کرنے کے بعد کسی نے مجھے سے پوچھ لیا کہ تمہیں کتنی پنشن ملتی ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے چودہ ہزار۔ تو انہوں نے کہا آپ کی تو تیس ہزار روپے ہیں۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ جو غریب عورتیں ہیں، بیوہ ہیں جو درد کی ٹھوکریں کھا کے پھر کہیں جا کے ان کو یہ تھوڑی سی رقم ملتی ہے۔ جس سے وہ اپنی گزارہ کرتی ہے۔ اگر اس طریقہ کار کو ایک تو آسان بنایا جائے، مہینے کے مہینے ان کو پیسے مل جائیں۔ پھر یہ دوسری بات ہے ان کے اکاؤنٹ میں پیسے چلے جاتے ہیں اور اکاؤنٹ سے پیسے نکالنے والے کسی کے ہاتھ میں چیک لکھنا نہیں آتا ہے۔ وہ کسی اور کو کہتے ہیں ہو سکتا ہے وہ آدھے پیسے وہ رکھ لیتے ہو اور آدھے یہ سسٹم میں اگر یہ ہو کہ ان کے پیسے ان کے گھر میں ان کے ہاتھ میں دے دیئے جائیں۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ طریقہ کار نہ عورتوں کیلئے صحیح ہوگی و مرغید بھی اور پیسے بھی جو متاثرہ خاتون ہے اس کو مل سکیں گے۔

میدم اپیکر: جی آغارضا صاحب حکومت کی طرف سے موقف پیش کریں۔

آغا سید محمد رضا: میں سمجھتا ہوں کہ ایک دفعہ پھر بہت اہم نویعت کی قرارداد لائی گئی ہے جو کہ ظاہر ہے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر مبنی ہے۔ ایک چیز بینک کے ذریعے جب پنشن اور ماہانہ جو بھی واجبات ہیں ادا یکلی کا طریقہ چونکہ safe and secure ہے، اس لئے، اور پھر ایک اور مسئلہ تھوڑا سا اس میں یہ ہے کہ بعض اوقات سکسیشن ٹھوکیٹ لینے کیلئے ایک تو بیوہ اور پھر بھائی بھیں کی طرف سے یا والدین کی طرف سے بھی درخواست دیے جاتے ہیں میں آپ کی توجہ کا طالب ہوں تو یہاں تھوڑا سا مسئلہ ہو جاتا ہے قانونی اعتبار سے شہید یا جو بھی شخص اس دنیا سے جاتا ہے اس کا وارث بیوہ یا اس کے بچے ہوتے ہیں لیکن یہاں بعض قانونی پیچیدگیاں ایسی پیدا ہو جاتی ہیں، مختلف cases میں جہاں دونوں فریقین آ جاتے ہیں۔ اس حوالے سے بینک کی through pension اور واجبات safe and secure کا طریقہ چونکہ ہے اس لئے یہ طریقہ اپنایا گیا ہے۔ اب دیکھیں اگر اس میں سرفراز گلی صاحب بھی آتے ہیں ان سے مشاورت کے بعد اس میں کیا صورتحال لائی جاسکتی ہے۔ آیاں بیوہ کو گھر پر

جا کے پیسہ دینا زیادہ سیف ہے یا اگر بینک کے through اگر اس کو پیش مل جاتی ہے۔ البتہ اس چیز کا میں مخالف ہوں اور حکومت کی طرف سے بھی میں کہتا ہوں کہ قطاروں میں لگ کر انسانیت کی تذمیل کر کے کسی کو ہزار دو ہزار، دس ہزار بیس ہزار دینے کا جو سلسلہ ہے یہ بالکل نہیں ہونی چاہیے۔ اور میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں لیکن جو point میں نے raise کیا ہے اس پر بھی توجہ دینی چاہیے، ایک اور دوسرا بات یہ ہے کہ صرف پولیس ہی کے کیوں؟ جتنے بھی ایسے لوگ ہیں جو بم دھماکوں میں یا ٹارگٹ کنگ میں شہید ہوئے ہیں ان کے ساتھ بھی یہی سلسلہ ہونا چاہیے۔

thank you very much

میڈم اسپیکر: اس پھر ہم اس amendment کیساتھ کہ تمام جو بھی پیش کرے۔ جی ڈاکٹر حامد صاحب۔
ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: ان کی سپورٹ کرنے کیلئے کہ اس کو uniform کر کے تمام ڈسٹرکٹری میں شہید ہو جاتے ہیں ان کو اس میں لایا جائے۔

میڈم اسپیکر: میرے خیال میں یہ ایک انتہائی اہم قرارداد ہے اور اس میں صرف پولیس یا اس میں تمام جو بھی پیش کے حقدار ہوتے ہیں، ان کے لئے طریقہ کار کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ نہ ہو کہ جو خدا نخواستہ یہ وہ ہیں یا آپ کے جو پسمندگان ہیں، وہ دفتروں کے چکر لگاتے رہے ہیں بلکہ ان کو ان کے گھر لیگل فریم ورک کے اندر یہ سہولت فراہم کی جائے میں اس ترمیم کے ساتھ کہ جس طرح سے آغارضا صاحب نے اور ڈاکٹر حامد صاحب نے کہا کہ یہ صرف پولیس کے مکھے میں نہیں جو بھی پیش کے حقدار ہوتے ہیں ان کے لئے بھی پیش کا جو قانون ہے جیسے آپ مختلف لیگل وہ بتائیں کہ یہ مشکلات ہیں legal hurdles بھی آجاتی ہیں۔ تو لیگل فریم ورک کے اندر رہتے ہوئے۔ is it right؟ اس طرح سے آپ چاہ رہی ہیں؟ تمام سرکاری ملازمین کے لئے لیگل فریم ورک میں رہتے ہوئے پیش کا جو قانون ہے اور پیش کا جو طریقہ کار ہے اس کو بہتر بنایا جائے۔ اس ترمیم کے ساتھ آیا قرارداد نمبر 151 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 151 اس ترمیم کے ساتھ منظور کی جاتی ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال صاحب اور آغا سید لیاقت علی صاحب میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 153 پیش کریں۔ sorry آغا لیاقت صاحب ایک میں آغارضا صاحب آپ یاد ہانی کروں کہ میں نے وہ شروع میں ہماری ایک تحریک اتوا ہے اس کے لئے میں بھیجا ہوا تھا ہمیلتھ منسٹر کو۔ چونکہ ہمارا last اجنبذ آرہا ہے تو اس سے پہلے آپ ذرا ہمیلتھ منسٹر سے پتہ کروالیں کہ وہ ابھی تک آئے نہیں ہیں کہ اوپی ڈیز کھلی ہیں یا نہیں ہیں۔ جی آغا صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: مشترکہ قرارداد نمبر 153۔ ہرگاہ کہ ضلع موئی خیل جو لائیوٹاک کے حوالے سے پورے

صوبہ میں نہایت، اہمیت کا حامل علاقہ ہے، ایک سروے کے مطابق یہاں تقریباً پچاس لاکھ کے قریب مختلف نسلوں کے بھیڑ بکریاں اور دیگر حیوانات پائے جاتے ہیں۔ جہاں نہ صرف مالداری بلکہ زمینداری کے امکانات بھی روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ نیز انگریز کے دور حکومت میں صوبہ میں چراگاہوں اور زمینداری کے لئے علیحدہ حدود مقرر تھے اور اب حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ فوری طور پر صوبہ بھر بالخصوص موئی خیل میں چراگاہوں اور زمینداری کی حدود کا تعین کرے۔ اور خلاف ورزی کے مرتكب ہونے والوں کے خلاف باقاعدہ سزا مقرر کرنے کے لئے قانون وضع کرے۔ تاکہ مالداری کے ساتھ ساتھ زمینداری کو فروع اور تحفظ کی گارٹی مل سکے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ صوبہ بھر میں بالخصوص ضلع موئی خیل کی مالداری اور زمینداری کی اہمیت کو منظر رکھتے ہوئے انگریز کے دور حکومت کی طرز پر حدود کی خلاف ورزی کے مرتكب ہونے والوں کے خلاف سزا مقرر کرنے کے ساتھ ساتھ منذکورہ ضلع کو لائیوٹاک کا مرکز قرار دینے کے سلسلے میں عملی اقدامات اٹھائے جائیں تاکہ مالداری اور زمینداری کو فروع دیا جاسکے۔

میڈم اپسیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 153 پیش ہوئی۔ کیا آپ میں سے کوئی ایک محرك اس کی admissibility کی وضاحت کریں گے؟

جناب عبدالرجیم زیارتوال: شکریہ میڈم اپسیکر! جو قرارداد اس وقت ایوان میں پیش ہے یہ بنیادی طور پر نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ میڈم اپسیکر! پورے صوبے کا ایک زمانے میں انحصار لائیوٹاک پر تھا اور اس وقت جب آپ کی زمینداری زراعت فروع پار ہی تھی تو قوانین موجود تھے، چراگاہوں کے لئے بھی اور زرعی زمینوں کے لئے بھی۔ تو اس سے، مالداری سے زرعی زمینوں کو یافضلوں کو جو نقصان پہنچتا تھا اس پر قوانین موجود تھے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ لائیوٹاک صوبے میں کم ہو گیا ہے۔ جس ضلع میں نیچرل چراگاہوں پر لائیوٹاک ہے اُس میں موئی خیل، اُس میں لائیوٹاک، اُس میں ژوب شامل ہے۔ اور ساتھ ہی بارکھان شامل ہے۔ اور لوالائی کا ایک حصہ، پھر ہنائی۔ لیکن وہاں زرعی زمینیں بھی آباد ہو رہی ہیں۔ اب زرعی زمینوں کی آبادی کے ساتھ ساتھ جو مالدار لوگ ہیں، وہ مالدار لوگ یا ان کی لائیوٹاک سے زمینداری کو جو نقصان پہنچتا ہے اُسکے لئے کوئی قانون کوئی طریقہ وضع نہیں ہے۔ اس بنیاد پر وہاں زراعت یا زراعت کی طرف جو لوگ جاری ہے، پانی بھی ہے وافر مقدار میں اور ساتھ ہی ساتھ لائیوٹاک بھی ہے۔ وہ قرارداد اس لئے لے آئے ہیں کہ قوانین وضع ہوں۔ انگریز دور میں جو چیزیں تھیں اُنکے لئے ایک پھاٹک کے نام سے جس آدمی کے لائیوٹاک کسی دوسرے کی زرعی زمینوں میں یافضلوں میں جاتی تھی یا اُس سے اُس کو جو نقصان پہنچتا تھا تو قوانین موجود تھے اور باقاعدہ آدمی کو بلاستے تھے ان کے جانوروں کو پھاٹک میں رکھتے تھے۔ اُس

وقت انکودیتے تھے جو لوگ قانون کے تحت اس کی جونقصان ہوا ہے وہ نقصان ادا کرتے یا قبول کرتے یا کوئی میرہ معزکہ کرتے۔ تو آج یہ نہیں ہے۔ تو قرارداد اس لئے آئے ہیں کہ صوبائی حکومت اس کے لئے قوانین وضع کرے۔ جو چراگا ہیں ہیں اسکے ساتھ ساتھ جوزرعی زمینیں ہیں زرعی زمینوں پر جو فصلات ہیں اور ان فصلات کو مالدار اور اس کے لاپیوالا شاک سے کسی قسم کا نقصان نہیں ہو۔ اور نقصان کی صورت میں باقاعدہ سزا اور جرمانہ مقرر ہو۔ تو میں ایوان کے سامنے اس لئے پیش کیا ہے میں ریکوئیٹ کرتا ہوں پورے ایوان سے کہ اس اہم قرارداد کو منظور کر کے چراگا ہوں کو اور زمینداری کے جوزمیں ہیں ان کے درمیان فرق کو اور اگر کوئی violation ہوتی ہے اُس کے لئے کوئی سزا، کوئی ترتیب مقرر ہو تو یہ قرارداد ہے ایوان سے گزارش ہے کہ وہ اس کو منظور کرے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ سردار صاحب! آپ بات کرنا چاہر ہے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: یہ بہت اہم قرارداد ہے میڈم اسپیکر! خاص کر جیسے کہ ہمارے فاضل دوست نے کہا موئی خیل کا۔ موئی خیل، بارکھان، کوہلو کا کچھ علاقہ یہ ہمارا مون سون کے رتن میں ہیں۔ ہمیں نہ بارڈر لگ رہی ہے وہاں نہ ہمارے ان اضلاع میں کوئی کارخانہ ہے نہ اور کوئی ذریعہ معاش ہے۔ ٹولی ہمارا بارکھان، موئی خیل، کوہلو یہ جو ہم تینوں اکھٹے پڑے ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پھر ڈیرہ بگٹی ہے اللہ نے ان کو گیس دی ہے تیل دیا ہے گیس دی ہے اور بھی بہت کچھ ان پر اللہ نے مہربانی کی ہوئی ہے۔ ہمارے ٹولی لوگوں کے ذرائع معاش اسی مالداری پر ہے۔ جیسے کہ رجیم جان نے کہا کہ انگریز کے زمانے میں بلکہ بعد میں ہمارے وقت تک ایک نظام تھا، قبائلی طور پر سمجھیں اُس کو یا ایک علاقائی طور پر کہ کسی کی مال و مویشی نقصان دیدیتے تھے تو باضابطہ پٹواریوں پر پھاٹک تھے اُس پر وہ مال کو بند کر دیا جاتا اور اس پر جرمانے کر کے پھر اس کو چھوڑ دیا جاتا۔ اب دو چیزوں سے چراگا ہوں کو اور مالداری کو بے حد نقصان پہنچا ہے۔ پہلے بارشیں بہت زیادہ ہوتی تھیں۔ بارانی زمینیں تھیں۔ اُس میں زمین بھی ریسکارج ہو رہی ہوتی تھی پانی جو نیچے تھا اور اس کے ساتھ ساتھ آبادی بھی ہوتی تھی۔ اب وہ ٹریننڈ چینج ہو گیا۔ اب ہر ایک نے بورنگلی لگادی دوسو فٹ تین سو فٹ پانچ سو فٹ پر ہزار فٹ پر چلے گئے۔ قدرت کی طرف سے ابھی اس دفعہ ہم شدید قحط سالی کا شکار ہیں خاص کر میرا ضلع اور موئی خیل even ہماری جو کھڑی اس وقت گندم کی فصلیں ہیں وہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے تباہ ہو رہی ہیں۔ پھر جب بارش نہیں ہوتی ہے تو جو گھاس ہے جو چراگا ہیں وہ ویران ہو جاتی ہیں دس ہزار کا دنبہ آپ کو ہزار روپے میں پندرہ سوروپے میں ایک تو وہ لوگوں کی کمرٹوٹ جاتی ہے فناشل لیوں پر قدرت سے قحط سالی تو ہم اضلاع شدید مشکلات کا شکار ہیں سول سسٹم آ گیا ہے رات کو اس کے بھیڑیوں پر دن کو سورج پر بے انتہاء ڈسچارج ہو رہا پانی کا۔ تو یہ عوامل ہیں میڈم اسپیکر! جن کی وجہ سے ہماری مالداری

اور ہماری چراغاں ویران ہو رہی ہیں۔ اس میں قانون سازی کی ضرورت ہے۔ اس سے پہلے بابت لا لامارے اس کے منظر تھے ابھی رضا صاحب ہیں ہمارے۔ ہم نے پہلے بھی نشاندہی کی میں نے بھی کی بلکہ بابت لا لانے خود بھی نشاندہی کی تھی کہ یہ ہماری تباہی کی طرف جا رہی ہیں۔ لیکن اب وہ میرا خیال ہے ابھی تو uncertainty ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو میئنے اپریل میں اس کے بعد ایکشن پروسیس شروع ہو جائیگا۔ تو ہماری گزارش یہ ہے کہ فوری طور پر کوئی ایسا سی ایم صاحب ہوتے تو ہم اس سے گزارش کر لیتے اب ٹریزیری پیچھے پڑی ہیں شینٹر پارٹیمنٹرین ہمارے گیلا صاحب، ان کے علاقہ میں بھی یہی میرے خیال میں مسئلے مسائل ہیں کہ مویشیوں کے اور چراغاں ہوں کے۔ فوری طور پر صوبائی حکومت قانون سازی جب تک ہو تو ہوگی۔ متعلقہ اضلاع جہاں ٹول dependent ہیں، ہم اس مال و مویشی پر اور یہ بارش پر اور چراغاں ہوں پر حکم دیا جائے پابند کیا جائے تھروڈپی کمشنز کہ کم از کم یہ جو entire period آ رہا ہے پھر آنے والا جو بھی ہو گا، ہم آئے تو ہم کوشش کریں گے ہم نہیں آئے کوئی جو بھی آیا، ہم ان سے گزارش کریں گے کہ اس پر قانون سازی ہونی چاہیے لازمی ہے کیونکہ جس کا ٹول بچوں کا پیٹ، بھیڑ کبری پر اور اس گھاس پر اور گندم پر دوا یکڑ پر گزارہ ہے وہ مر جائیں گے۔ جنگلات کی بے انتہاء کثاثی ہو رہی ہے۔ جنگلات کی کثاثی کی وجہ سے بارشیں نہیں ہو رہی ہیں۔ چراغاں ہیں جو تھیں جو گورنمنٹ کی طرف سے ٹیٹ لینڈ ہوتی تھی ڈیکلیر کیا ہوا تھا کہ یہ آبریش ہے یہاں بیہاں چراغاں ہوں کو آباد کوئی نہیں کریگا۔ وہ بے انتہا آباد کردی گئی ہیں اسی بھوک و افلاس کی وجہ سے۔ نہیں ہے کہ اینکر ٹمنٹ ہو رہی ہے بھوک کی وجہ سے لوگ وہ جو علاقے پڑئے ہوئے ہیں جہاں سے پانی آتا تھا ندیاں بنتی تھیں آگے آبادیاں کرتے تھے اب وہاں بندات بنادیئے گئے۔ ان کو آباد کر کے کہ لوگ اپنی بھوک مٹائیں۔ تو یہ چیزیں مل کے، اچھا مائیکرو ڈیم کوئی نہیں ہے کہ پانی کو ریچارج ہو، کوئی سلسلہ ہو۔ تو بے انتہاء، یہ crisis ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ صوبائی حکومت ہم اپنے سینٹر دوست سے گزارش کریں گے کہ وہ سی ایم صاحب سے رابطہ کر کے فوری طور پر ایک قرارداد مشترک طور پر لے آئیں اس ایوان کا سب کا مسئلہ ہے بلوچستان ہے وسیع و عریض یہی بھیڑ کبری یوں پرسب کا دوست ہے بڑے بڑے دشتم پڑے ہوئے ہیں اسی پر گزارہ ہے قانون سازی یہ ہو جائے کہ چراغاں ہوں پر جو آبادی ہو رہی ہے وہ بند کردی جائے اس سے پہلے بھی ہم نے نشاندہی کی کہ یہ سول ستم جو ہے اس نے تباہی کر دی ہے۔ اس کا کوئی تدارک ہونا چاہیے۔ ٹائمینگ ہونی چاہیے کوئی سلسلہ ہونا چاہیے یہ اس کی کوئی این او سی ہونا چاہیے تھروڈپی کمشز باقی تو کون اس کو کنٹرول کریگا اس پر فوری طور پر ایک ڈائریکٹیو ایک آرڈر، order of day جاری ہونا چاہیے کہ جب تک کہ اس کے اوپر قانون سازی ہوگی ان چیزوں کو کنٹرول کیا جائے۔

thank you very much

میڈم اسپیکر: جی ایک منٹ پہلے میں ادھر سے دے دوں اپوزیشن سے کافی ہو گیا بھی میں ذرا حکومت کی۔۔۔

میر خالد لانگو: میڈم اسپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: کورم کے لئے bells بجائی جائیں۔ کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے، count کریں۔
(اس مرحلہ میں کورم کی گھنٹیاں بجائی گئیں)

میڈم اسپیکر: جی غیر سرکاری کارروائی۔ جعفر صاحب! اب wait کر رہے ہیں کوئی ممبر اٹھ کر باہر گئے

ہیں۔ اُن کو بلا تے ہیں۔ یہ پچھے آپ کے ممبر بیٹھے ہوئے تھے۔ آغا صاحب! آپ next session میں حکومت کی طرف سے مبران کی شرکت کو لقینی بناؤں تاکہ اسمبلی کی کارروائی خوش اسلوبی سے چلے۔ جی چونکہ مقررہ وقت میں کورم اسمبلی کا پورا نہیں ہوا کہ اس لئے اس اجلاس کو میں adjourn کرتی ہوں۔ اب اسمبلی کا اجلاس

بروز ہفتہ مورخہ 17 مارچ 2018ء بوقت شام چار بجے تک کے لئے ماتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07:00 بجے 30 منٹ پر اختتم پذیر ہوا)



15 مارچ 2018ء (مباثت)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

61